مشغلہ اہل دل کا اے اختر
باغِ ایماں کی باغبانی ہے

سلسلہ مواعظ دعوتِ دینِ حق (۴)

مشغلہ عُشّاقِ حق

شیخ الحدیث عارف باللہ
حضرت مولانا شاہ عبد المتین بن حسین صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ اجل

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com

سلسلہ مواعظ دعوتِ دینِ حق ۴۲

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: مشغلۂ عشاقِ حق

نامِ واعظ: شیخ الحدیث، عارف باللہ حضرت مولانا
شاہ عبد المتین بن حسین صاحب دامت برکاتہم، ڈھاکہ

تاریخِ وعظ: ٦/ذیقعدہ ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۷/مئی ۲۰۲۳ء
بروز ہفتہ بعد عشاء

مقام: مسجد اختر، گلستان جوہر، بلاک ۱۲، کراچی

موضوع: صحبتِ اہل اللہ، شقاوت کو سعادت سے بدلنے والا عمل،
اہل اللہ کی اللہ تعالیٰ کے یہاں قدر و منزلت

مرتب: یکے از خدام حضرت والا دامت برکاتہم

اشاعتِ اول: رجب المرجب ۱۴۴۵ھ مطابق جنوری ۲۰۲۴ء

ناشر: ادارہ تالیفاتِ اختریہ
بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات — صفحہ نمبر

فجور اور تقویٰ دونوں کا مادّہ انسان میں موجود ہے.................. ۵
معمولی نیک عمل کی بھی اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت قدر دانی ہے.................. ۷
راہِ ولایتِ حق سبحانہٗ کچھ دشوار نہیں ہے.................. ۹
راہِ مستقیم پر قائم رہنے کے لئے معیتِ اہل اللہ کی اہمیت.................. ۱۰
عاشق میں تکبر نہیں ہوتا.................. ۱۲
نسبت مع اللہ کے بیج سے پھل تک کے مراحل کی عجیب مثال.................. ۱۳
شقاوت کو سعادت سے بدلنے والا آسان عمل.................. ۱۴
جگر مراد آبادی کی تھانہ بھون حاضری اور حکیم الامتؒ کی شفقت.................. ۱۵
خادمینِ دین کو دنیاداروں سے مستغنی رہنے کی نصیحت.................. ۱۷
محبتِ الٰہی اور دینِ حق پر مشتمل اشعار پر اعتراض کرنے والے بے خبر لوگ ہیں...... ۱۸
جگر صاحب کی دعاؤں پر حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کا آمین کہنا
اور اس کے عظیم ثمرات و برکات.................. ۲۰
اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کو تین چیزوں میں پوشیدہ رکھا ہے.................. ۲۲
اہل اللہ کی زبان سے نکلے الفاظ کی بھی اللہ تعالیٰ لاج رکھتے ہیں.................. ۲۵
بیعت ہونے کے بعد جگر مراد آبادی کی زندگی میں عجیب تبدیلی.................. ۲۷
مؤمنین کاملین کے لئے غلبہ کی قرآنی بشارت.................. ۲۹
ولی اللہ بننے کا مختصر مگر عظیم الشان کامیاب نسخہ.................. ۳۰
حاصلِ تصوف یعنی تعلق مع اللہ کا، اللہ تعالیٰ کو پاجانے کا آسان راستہ.................. ۳۳
بے ضرورت گفتگو اور زیادہ میل جول نہایت مضر ہے.................. ۳۴

کچھ نوافل بھی پڑھنے کی محبت آمیز نصیحت.. ۳۵
آسان تہجد اور آسان اوابین.. ۳۶
اوابین کا ثواب.. ۳۷
نفلی عبادات سے عظیم الشان قرب نصیب ہوتا ہے.. ۳۸
دل، جسم، لباس اور گھر کی نظافت کا اہتمام بھی رکھیں..................................... ۴۳

☆☆☆☆☆

ارشاد شیخ الحدیث، عارف باللہ حضرت مولانا شاہ عبدالمتین بن حسین صاحب دامت برکاتہم

”میرے دوستو! ہمیں اس دنیا میں اس طرح سے جینا ہے کہ بس اللہ کا بن کے جینا ہے، اللہ کا دیوانہ بن کے، اللہ کا مطیع وفرمانبردار بن کے، اللہ تعالیٰ کی ذات سے محبت اور تعلق کے ساتھ جینا ہے، اللہ تعالیٰ کو خوش کر کے جینا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قربِ اعظم کے انوار سے معمور ہو کر جینا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضائے کامل کے انوار و تجلیات سے آراستہ ہو کر جینا ہے۔

خدا کی قسم! ایسا ہی ایک انسان کی زندگی ہونی چاہئے کہ اس کے سینہ میں اللہ کی محبت ہو، اللہ کی پیاس اور ایک بے چینی و بے قراری ہو، اللہ تعالیٰ کی محبت کا نشہ ہو، اطاعت کا نشہ ہو اور یادِ الٰہی کا نشہ ہو۔“

۶/ذیقعدہ ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۷/مئی ۲۰۲۳ء
بروز ہفتہ بعد عشاء بمقام مسجد اختر کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مشغلۂ عشّاقِ حق

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ○

(سورۃ التوبۃ: آیۃ ۱۱۹)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمادے، اپنا بنالے، اولیاء صدیقین کاملین میں اپنے کرم سے شامل فرمالے، ہم سب کو، ہمارے گھر والوں کو، ہمارے تمام بچوں کو، ذریات کو، خاندان والوں کو، تمام احباب ومحبینِ عالم کو، ان کے گھر والوں اور ان کی ذریات کو عافیتِ دارین عطا فرمادے اور فلاحِ دارین عنایت فرمادے۔

میرے دوستو! ہمیں اس دنیا میں اس طرح سے جینا ہے کہ بس اللہ کا بن کے جینا ہے، اللہ کا دیوانہ بن کے، اللہ کا مطیع وفرماں بردار بن کے، اللہ تعالیٰ کی ذات سے محبت اور تعلق کے ساتھ جینا ہے، اللہ تعالیٰ کو خوش کر کے جینا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قربِ اعظم کے انوار سے معمور ہوکر جینا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضائے کامل کے انوار وتجلیات سے آراستہ ہوکر جینا ہے۔ خدا کی قسم! ایسا ہی ایک انسان کی زندگی ہونی چاہئے کہ اس کے سینہ میں اللہ کی محبت ہو، اللہ کی پیاس اور ایک بے چینی وبے قراری ہو، اللہ تعالیٰ کی محبت کا نشہ ہو، اطاعت کا نشہ ہو اور یادِ الٰہی کا نشہ ہو۔

تری یاد ہے مری زندگی ترا بھولنا مری موت ہے

فجور اور تقویٰ دونوں کا مادّہ انسان میں موجود ہے

میرے دوستو! ہمیں انسان بن کے جینا ہے۔ صاف ستھرا ہو کے رشکِ ملائک ہو کے جینے کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں کہ تم زمین پر رہو لیکن اس طرح سے زندگی گزارو

کہ تم رشکِ ملائک بن جاؤ ؎

از ملائک بہرہ داری وز بہائم نیز ہم
بگذر از حظ بہائم کز ملائک بگذری

تم فرشتوں کے خصال پر چلنے کا ملکہ بھی رکھتے ہو، یہ قدرت بھی تمہیں حاصل ہے اور بہائم جیسی زندگی گذارنے پر بھی تم قادر ہو، دونوں چیزیں تمہارے اندر موجود ہیں کہ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا (سورۃ الشّمس: آیت ۸) خیر اور شر دونوں کی طرف میلان اللہ تعالیٰ نے ہمارے نفوس کے اندر رکھا ہے، کیوں رکھا ہے؟ امتحان کے لئے کہ دیکھیں! یہ ہمارے بنتے ہیں یا غیروں کے بنتے ہیں؟ ہماری سنتے ہیں یا شیطان کی سنتے ہیں؟ ہم سے محبت کرتے ہیں یا غیروں سے محبت کرتے ہیں؟ ہم سے قریب رہنا پسند کرتے ہیں یا ہم سے دور دور رہنا پسند کرتے ہیں؟ میرے دوستو! خدا کی قسم! ایمان کے ذریعہ سے بندہ اللہ سے قریب آجاتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ کے احکامات پر اور اللہ تعالیٰ کے اشارات پر جب وہ زندگی بناتا ہے تو اس کے قرب میں اضافہ ہوتا جاتا ہے، ترقی ہوتی رہتی ہے۔

ایک تو یہ بات ہے کہ جب ایمان لے آیا، اب یہ کافر نہیں ہے، مشرک نہیں ہے، مرے گا تو کسی نہ کسی دن جنت میں ضرور چلا جائے گا، یہ ایک زندگی ہے۔ لیکن اگر ایمان کے ساتھ یہ پانچوں وقت کی نماز کا بھی اہتمام کرتا ہے، نگاہوں کی حفاظت کا بھی اہتمام کرتا ہے، زبان اور قلب وقالب کی حفاظت کا بھی اہتمام کرتا ہے، اور اس کو ایک لگن ہے، ہمیشہ ایک فکر ہے، اس کے اندر ایک پیاس ہے کہ میرا اللہ مجھ سے خوش رہے، لمحہ بھر کے لئے میرا مالک مجھ سے ناراض نہ ہو، اور اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کا ذکر اس کے ساتھ ہے تو خدا کی قسم! تمام دنیا کی بادشاہت سے بڑھ کر اس کو دولت حاصل ہے۔ سبحان اللہ تعالیٰ وبحمدہ! اللہ یہ دولت ہم سب کو عطا فرمادے۔

میرے شیخ عارف باللہ مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی لذت سے جب میں سرشار ہوجاتا ہوں تو ساری سلطنتیں بھول جاتا ہوں، اللہ کے نام کے سامنے سلطنت کیا چیز ہے! اللہ تعالیٰ ایسی پیاس اور ایسا نشہ ہم سب کو

عطا فرما دے۔ اور میرے دوستو! اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ایسا نہیں کہ مشکل کام ہے، آدمی جب کوئی کام شروع کر دیتا ہے تو اس کی ایک دُھن اس پر سوار ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے وہ کام اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے بلکہ مزیدار ہو جاتا ہے، ایک لگن اس کے اندر پیدا ہو جاتی ہے اور اس کے بغیر جینا اس کے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔

میرے دوستو! ایک تو یہ ہے کہ کسی کو جانوروں کی سی زندگی بنانے کا نشہ ہو، اور ایک یہ کہ کسی کو اس طرح زندگی بنانے کا نشہ ہو کہ نور سے بنائے گئے جو فرشتے ہیں، ان کو بھی رشک آئے کہ یہ تو مٹی سے بنا ہوا انسان ہے اور اس کی زندگی ایسی ہے کہ جس پر ہر وقت آسمان سے نور برس رہا ہے، ہمیشہ رحمتیں برس رہی ہیں، عرشِ اعظم جس کی طرف متوجہ ہے، ایسی زندگی کے لئے ہم سب کو دعا مانگنی چاہئے، بار بار اللہ تعالیٰ سے منتیں کرنا، بار بار اللہ تعالیٰ سے مانگنا اور رونا اور اندر ہی اندر پگھلتے رہنا، یہی مشغلہ ہمارا دن و رات ہونا چاہئے۔ ساتھ ہی یہ کہ اگرچہ زبان مشغولِ ذکر یا مشغولِ دعا نہیں بھی ہے تب بھی دل تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ چپکا رہے، دل میں اللہ تعالیٰ سے باتیں ہوتی رہیں اور دل اللہ تعالیٰ سے مانگنے میں مشغول رہے، زبان بھی سائل ہو لیکن قلب تو سائلِ دوام ہو، قلب ہمیشہ مشغولِ سوال رہے، ہمیشہ مشغولِ محبت رہے، ہمیشہ مشغولِ یادِ محبوبِ پاک رہے۔

ہمارے حضرت حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ زبان تو مستغفر ہو، استغفار زبان سے بھی کرے اور روح سے بھی استغفار جاری رکھے کہ زبان اگر مشغولِ استغفار نہ بھی ہو لیکن قلب و روح تو مشغولِ استغفار رہے، دل میں ہمیشہ ایک ندامت ہو کہ اس محبوبِ پاک کا کوئی حق ہم سے ادا نہیں ہوا۔ پھر یہ کہ صرف اسی میں مشغول نہ رہے بلکہ کچھ کرنے کی بھی دُھن ہو کہ بھئی کچھ عمل بھی تو کرنا چاہئے۔

معمولی نیک عمل کی بھی اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت قدر دانی ہے

میرے دوستو! خدا کی قسم! خدائے پاک جل جلالہ وعم نوالہ کے نظامِ کرم کی یہ شان ہے کہ بندہ کچھ بھی نیک عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی بڑی قدردانی ہوتی ہے۔

دیکھیں! کسی کے ملازمین کیسا کچھ محنت مشقت کا کام کرتے ہیں، پھر مہینہ کے آخر میں ان کو چند روپے تنخواہ میں مل جاتے ہیں لیکن باپ کے جو اپنے چھوٹے بچے ہوتے ہیں، انہوں نے اگر تھوڑا سا بھی کام کیا تو باپ کا دل چاہتا ہے کہ سلطنت ان کو دے دوں۔ میرے دوستو! خدائے تعالیٰ جل شانہ کے رحم وکرم کی ایسی شان ہے کہ بندہ تھوڑا سا بھی عمل کرتا ہے تو ان کے کرم میں اتنا جوش آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ایک سلطنت اس کو دنیا ہی میں عطا فرما دیتے ہیں، اور جب بندہ اللہ کو خوش کر کے دنیا سے جنت میں جائے گا سبحان اللہ! تو وہاں تو سلطنت ہی سلطنت ہے۔ کسی بزرگ نے کیا خوب فرمایا کہ جنت کیا ہے بھئی! بس چھوٹی سی ایک خدائی ہے کہ جو دل میں آئے وہی مل جائے، جو زبان پر آئے وہی مل جائے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمایا کہ دنیا کی زندگی میں تم ہمیں خوش کر دینا، ہمیں خوش کر کے ہمارے پاس آنا، دنیا میں ہماری مرضی پر چل کر دِکھاؤ تو جنت میں ہم تمہاری مرضی پر چل کر دِکھائیں گے، ابھی تم ہمیں خوش کر دو تو ہم تمہیں خوش کر کے دِکھائیں گے، ابھی چند دن ہم کو خوش کرو، ہمیشہ ہم تم سے خوش رہیں گے اور تمہیں خوش رکھیں گے۔ سبحان اللہ تعالیٰ وبحمدہ! جنت کی زندگی ایسی زندگی ہے میرے دوستو! اللہ تعالیٰ ہمیں معرفت عطا فرمادے، دنیا میں معرفتِ الٰہی کی نگاہوں کے ساتھ جینا کہ زمین و آسمان میں ان کے نشانات کو دیکھیں، ان کے انوار کو دیکھیں، ان کی تجلیات کو دیکھیں، ان کے جمال کو دیکھیں اور ان کے جلال کو دیکھیں، حضرت اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اب وہ زماں نہ وہ مکاں اب وہ زمیں نہ آسماں
تُو نے جہاں بدل دیا آ کے مری نگاہ میں

خدا کی قسم! اللہ جب کسی کے دل میں آتا ہے تو پھر اس کا آسمان بدل جاتا ہے، زمین بدل جاتی ہے، اس کی رفتار بدل جاتی ہے، گفتار بدل جاتی ہے، اور اس کے سب احوال بدل جاتے ہیں، اس کا رنگ ڈھنگ سب کچھ بدل جاتا ہے، صبغۃ اللہ میں ڈوبنے کی جب کسی کو توفیق ہوتی ہے تو اس کا رنگ ہی بالکل الگ ہوتا ہے۔ پھر جانوروں کا رنگ اس پر نہیں ہوتا، ابولہب کا رنگ اس پر نہیں ہوتا، فرعونیت کا رنگ اس پر نہیں ہوتا، بس دیوانوں کا رنگ اس پر

ہوتا ہے مِلَّةَ اِبْرٰهِمَ حَنِيْفًا (سورۃ البقرۃ: آیت ۱۳۵) کہ سب کچھ چھوڑ کر اللہ کا بن جانا اور اللہ کے لئے ہر وقت دیوانہ رہنا، ان کو خوش کرنے کے لئے بے چین و بے قرار رہنا، اور زندگی کے ہر لمحہ پر ہر صفحہ پر اس کا ثبوت پیش کرنا کہ ہم ان کے ہیں اور کسی کے نہیں ہیں، اس کو کہتے ہیں مِلَّةَ اِبْرٰهِمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ بات سمجھ میں آئی میرے دوستو!

کون مسلمان ایسا ہوگا جو یہ کہے گا کہ ہم اللہ کا ولی نہیں بننا چاہتے، نعوذ باللہ تعالیٰ من ذلک! ایسا کوئی نہیں ہوسکتا۔ ولی کی دو ہی اقسام ہوتی ہیں، ایک تو ولی اللہ یعنی اللہ کا ولی، اور ایک ہے ولی الشیطان، شیطان کا ولی۔ کیا کوئی مسلمان ایسا ہوسکتا ہے؟ کوئی سخت ترین گنہگار بھی نہیں کہہ سکتا کہ بھئی! ہم شیطان کے دوست بننا چاہتے ہیں اگرچہ وہ اس وقت کارِ شیطانی میں مشغول بھی ہو، لیکن یہ ہرگز نہ کہے گا نہ یہ چاہے گا کہ ہم شیطان کے ولی بنیں، شیطان کے دوست رہیں، یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ وہ یہی کہے گا کہ اگرچہ ہم مرتکبِ جرائم ہیں، لیکن جی میں تو یہی ہے کہ بھئی! ہم دوست اللہ ہی کے بنیں۔

راہِ ولایتِ حق سبحانہٗ کچھ دشوار نہیں ہے

میرے دوستو! جب اللہ کا دوست بننا چاہتے ہیں تو اللہ کا دوست بننے کے لئے راستہ آسان ہے۔ وہ کیا ہے؟ ایک تو یہ کہ اللہ کے کسی دوست سے تعلق پیدا کر لینا، اللہ کے دوستوں سے جب تعلق ہوجاتا ہے تو اللہ کے ساتھ دوستی آسان ہوجاتی ہے، دوستی کے طریقے آسان ہوجاتے ہیں بلکہ دوستی کے راستے کے کام آسان ہی نہیں ہوتے، لذیذ بھی ہوجاتے ہیں، شیریں ہوجاتے ہیں، زبردست مزیدار ہوجاتے ہیں۔

امامِ ربانی مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ تعالیٰ مرقدہ بڑے عالم تھے، بڑے محدث تھے، بڑے فقیہ تھے، سب کچھ تھے لیکن اب تک بزرگوں کے پاس آنا جانا شروع نہیں کیا تھا، البتہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کو جانتے تھے، ان کے ساتھ حسنِ ظن رکھتے تھے کہ حاجی صاحب بڑے بزرگ ہیں، بہت بڑے عارف ہیں۔ عادۃ اللہ یوں ہی

جاری ہے کہ جب کسی کو اللہ کی طرف پرواز کرنے کے لئے آسمان سے فیصلہ ہوجاتا ہے تو جو پہلے سے اُڑنے والے ہیں ان کے پاس جانے کی اسے بے چینی پیدا ہوجاتی ہے۔ اصل میں جسم میں جو روح ہے وہ چاہتی ہے کہ ہم اُڑکر عرشِ اعظم کی طرف جائیں اور جسم نے اب تک اس کا کام ہی شروع نہیں کیا تو روح کے اندر ایک بے چینی پیدا ہوتی ہے، وہ بے چینی کسی طرح دبتی نہیں ہے، پھر وہ بندہ بے چین ہوکر بے قرار ہوکر کسی دیوانے کے پاس جاتا ہے تو اس طرح پھر اُڑنے کے اسباب پیدا ہوجاتے ہیں، اُڑنے کے طریقے وہ سیکھ جاتا ہے، اور وہ سب نعمتیں حاصل ہوجاتی ہیں، وہ قوت، وہ بازو اُس کو عطا ہوجاتے ہیں جس کے ذریعہ عرشِ اعظم کی طرف اُس کو اُڑنے کی توفیق ہوجاتی ہے۔

دیکھئے! تذکرۃ الرشید جو سوانح حیات ہے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی، اس میں یہ واقعہ لکھا ہوا ہے کہ بیعت ہونے کے وقت حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حاجی صاحب نور اللہ مرقدہ سے عرض کیا کہ مجھ سے تہجد کے لئے نہ اُٹھا جائے گا (یعنی تہجد نہ پڑھنے کی شرط پر بیعت ہوئے)۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے؟ لیکن جب رات کو سونے کا وقت ہوا تو حضرت حاجی صاحبؒ نے مولانا گنگوہیؒ کی چارپائی اپنی چارپائی کے قریب بچھوائی، آخر شب میں حضرت حاجی صاحبؒ تہجد کے لئے حسبِ معمول جب اُٹھے تو حضرت گنگوہیؒ کی بھی آنکھ کھل گئی مگر چونکہ بیعت کے وقت تہجد نہ پڑھنے کی شرط ہوچکی تھی اس لئے نہ اُٹھے۔ کروٹ بدل کر دوبارہ سونے کی کوشش کی مگر نیند ہے کہ آتی ہی نہیں۔ آخر اُٹھے، وضو کیا اور مسجد میں آکر تہجد پڑھنی شروع کردی، پھر تو اتنا قرب ملا کہ زندگی بھر تہجد کے پابند رہے۔ اللہ اللہ کیا تاثیر ہے صحبتِ اہل اللہ کی، دعائے اہل اللہ کی، نگاہِ اہل اللہ کی!

راہِ مستقیم پر قائم رہنے کے لئے معیتِ اہل اللہ کی اہمیت

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خود سے اُڑنے کی کوشش نہ کرنا، کسی اللہ والے کے بازو سے اپنے کو باندھ لو تو اُن کے بازوئے روح کے ساتھ، ان کے

بازوئے زندگی کے ساتھ، بازوئے توجہات و بازوئے محبت کے ساتھ جب اپنے آپ کو باندھ لوگے تو وہ جہاں تک اُڑیں گے آپ بھی وہاں تک اُڑ کر پہنچ جاؤ گے، اللہ تک، عرش تک اور رب العرش تک آپ بھی پہنچ جاؤ گے۔ سبحان اللہ تعالیٰ وبحمدہ!

ہیں مپر الّا کہ با پر ہائے شیخ
تابہ بینی کر و فرِّ ہائے شیخ

واہ رے واہ! مولانا جلال الدین رومیؒ کا کلام تو دیکھو میرے دوستو! فرماتے ہیں خبردار! خود بخود اپنے طور پر مت اُڑنا، اپنے طریقے سے، اپنی قوت سے، اپنے بازو سے اُڑنے کی کوشش مت کرنا، کسی شیخِ کامل، کسی عارفِ کامل، کسی ولی کامل کے بازوؤں کے ساتھ اپنے آپ کو باندھو، پھر اُڑو، تم ان کی برکات کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرلوگے۔ اللہ والوں کی کیا شان ہے! اس آیت میں اللہ تعالیٰ یہی تو بتارہے ہیں کہ اِتَّقُوا اللّٰہَ تو کرولیکن کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کے ساتھ، اللہ سے تو ڈرو لیکن اللہ والوں کے ساتھ تعلق بھی تو ہو۔ اہل اللہ کے ساتھ تعلق رکھ کر جو اللہ کی تلاش ہوگی، اللہ کی جو جستجو ہوگی وہ طریقِ حق ہوگا، وہ اخلاص کا طریقہ ہوگا اور بالکل صحیح طریقہ ہوگا۔ اگر خود سے اللہ کو ڈھونڈتے رہے لیکن اللہ والوں سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں کی اور ان سے وہ طریقہ نہیں سیکھا کہ کس طرح سے اللہ کے راستے پر چلنا ہے تو پھر ایسے شخص کے بھٹکنے کا اندیشہ ہے میرے دوستو!

کس طرح فریاد کرتے ہیں بتادو قاعدہ
اے اسیرانِ قفس میں نوگرفتاروں میں ہوں

ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں ابلیس عالم تھا، عابد تھا، عارف تھا، لیکن عاشق نہ تھا لہٰذا بھٹک گیا اور مردود ہوگیا، بات سمجھ میں آتی ہے میرے دوستو! حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ کا یہ ملفوظ بہت ہی عبرت آموز ہے، اس میں بہت زیادہ درسِ عبرت ہے، بہت ہی مہتم بالشان ملفوظ ہے کہ علم ہو لیکن اس پر ہرگز گھمنڈ نہ ہو، اسی طرح اعمال ہوں، عبادات کے ڈھیر بھی ہوں لیکن اس پر ہرگز گھمنڈ نہ ہو۔

کسی کو معرفت حاصل ہوگئی، عارف ہے، لیکن اس کے اندر گھمنڈ نہ ہونا چاہئے کیونکہ کسی بھی بات پر مواخذہ ہوسکتا ہے، پیر پھسل سکتا ہے، اور وہاں قبول بھی ہے کہ نہیں؟ پھر یہ کہ کیا پتا کہ خاتمہ بالخیر ہو کہ نہ ہو، اس لئے عمل کے ساتھ ساتھ قبولیت کے لئے ڈرتے رہنا بھی ضروری ہے۔ خوب سمجھ لیجئے کہ نہ مایوس ہوجانا، نہ بے باک و بےخوف ہوجانا۔

عاشق میں تکبر نہیں ہوتا

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان کہ ابلیس عاشق نہ تھا، اس کا کیا مطلب ہے؟ یعنی اگر عاشق ہوتا تو ایسی حماقت نہ کرتا، ایسی جہالت اس سے صادر نہ ہوتی۔ عاشق کا کام اپنے محبوب پر فدا ہوجانا ہے، محبوب کی چاہت پر، ان کی رضا پر، ان کی نگاہ پر، ان کی پسند پر فدا ہوجانا، یہی دیوانے کا کام ہے، عاشق کا یہی کام ہے، اس فدا ہونے میں عاشق کو کوئی مشکل پیش نہیں آتی ۔

عشق کی مشکل نے ہر مشکل کو آساں کردیا

عشق ہر مشکل کو آسان کردیتا ہے میرے دوستو! جب اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہوجاتی ہے تو اپنے آپ کو وہ شاہ صاحب نہیں سمجھ سکتا، سب سے حقیر اپنے آپ کو سمجھتا ہے، عشق اس کو اتنا فنا کردیتا ہے، ایک ذوق اس کو مٹنے کا عطا ہوتا ہے۔

تو ہم یہ چاہتے ہیں یا نہیں کہ ہم اللہ کے ولی بن جائیں، اللہ کا ولی بننا ضروری ہے کہ نہیں؟ اس کے لئے میرے دوستو! یہی طریقہ ہے کہ جو اللہ کا دوست ہو اس کے ساتھ دوستی پیدا کرلے، دوست کے ساتھ دوستی پیدا کرلے، پھر اس کے ساتھ راہ و رسم جاری رکھے، آنا جانا رکھے، خدا کی قسم! کسی عارف کے پاس کسی ولی کے پاس آنا جانا بالکل ایسا ہے جیسا کہ اللہ کے پاس آنا جانا۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ۔

دیدن او دیدن اللہ بود

کسی ولی اللہ کو دیکھنا گویا کہ اللہ کو دیکھنا ہے یعنی اس کے لئے اللہ کا دیدار متعین ہے، جس نے کسی ولی کو دیکھا تو گویا وہ اللہ کو پا ہی گیا۔

نسبت مع اللہ کے بیج سے پھل تک کے مراحل کی عجیب مثال

ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ کسی ولی کامل سے اگر کوئی بیعت ہوجاتا ہے تو ایک نسبتِ مجمَلہ اس کو حاصل ہوجاتی ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ ولی اللہ بننے کا بیج اس کی روح میں لگ گیا ہے اور بیج ہی سے پودے پیدا ہوتے ہیں، جب بیج لگ جاتا ہے پھر رفتہ رفتہ ساری چیزیں بن جاتی ہیں، درخت بھی بن گیا، شاخیں بھی بن گئیں، پتے بھی آ گئے، پھول بھی آ گئے اور پھر پھل بھی لگ گئے، چند دنوں میں ان سب کا ظہور ہوجاتا ہے۔ تو حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ یہی فرماتے ہیں کہ کسی شیخِ کامل سے، کسی ولی کامل سے اگر کسی نے تعلق کرلیا تو اس کے روح و قلب میں اللہ کی محبت کا بیج لگ گیا، ایک دن اس کا پھل بھی مل جائے گا۔

یونہی گر آپ آتے جاتے رہیں گے محبت کا پھل اپنا پاتے رہیں گے

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل اللہ کے پاس، خدا کے عشاق کے پاس اگر کسی کا آنا جانا ہے تو اللہ کی طرف اس کا اُڑنا متعین ہے، ایک دن یقیناً اُڑ کر وہ اللہ تک پہنچ جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ! اپنے دل میں اللہ کو وہ ضرور پا جائے گا۔ اور ایک بات یہ بھی ہے کہ کسی کے قلب میں جب اللہ آتا ہے تو اس کو پتا بھی چل جاتا ہے، اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ جس کے قلب میں اللہ آتا ہے تو دوسرے لوگوں کو اسے دیکھ کر اندازہ ہوجاتا ہے کہ یہ ظالم کچھ پا گیا ہے۔

مردِ حقّانی کی پیشانی کا نور کب چھپا رہتا ہے پیشِ ذی شعور

بات سمجھ میں آتی ہے میرے دوستو! جج اکبر الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اے اللہ! یہ عجیب معاملہ ہے کہ۔

تُو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا میں جان گیا بس تری پہچان یہی ہے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ نعمتیں عطا فرما دے، اس کے بغیر زندگی کیا زندگی ہے میرے دوستو!

ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ سے

فرمایا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ دل میں آجاتے ہیں تو اُس بندے کو پتا بھی چل جاتا ہے، جیسے بخار جب آتا ہے تو تمام اعضاء و جوارح کو پتا چل جاتا ہے کہ بخار آ گیا ہے، بخار جسم میں ایسا سرایت کرتا ہے کہ ہر جگہ چھا جاتا ہے، اسی طرح جس پر اللہ تعالیٰ کی محبت چھا جاتی ہے، نسبت مع اللہ کے انوار کا طوفان جس پر چھا جاتا ہے، طوفان اس کو گھیر لیتا ہے تو اس کی شان یہ ہو جاتی ہے ؎

ہمہ تن ہستیٔ خوابیدہ مری جاگ اُٹھی ہر بُنِ مُو سے مرے اس نے پکارا مجھ کو

اس کے تمام اعضاء و جوارح ہر وقت اللہ کے لئے جاگتے رہتے ہیں، آنکھیں ان کے لئے جاگتی رہتی ہیں، کان اور زبان، ہاتھ و پیر ہر وقت محبوبِ پاک کے لئے اور محبوبِ پاک کے ساتھ جاگتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ یہ معیتِ خاصّہ ہم سب کو عطا فرمادے۔

شقاوت کو سعادت سے بدلنے والا آسان عمل

توحضرت حکیم الامت نوراللہ مرقدہ نے جو یہ فرمایا کہ کسی ولیٔ کامل سے اگر کسی نے تعلق کرلیا تو اس کے دل میں اللہ کی محبت کا بیج لگ گیا، ایک دن اس کا پھل بھی پا جائے گا، اس پر شاعر جگر مرادآبادی کا واقعۂ بیعت سنئے! جگر مرادآبادی پہلے بہت بُرے حال میں زندگی گزار رہے تھے، پھر حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے تو لَا یَشْقٰی بِہِمْ جَلِیْسُھُمْ کا ظہور ہوگیا، شقاوت سعادت سے تبدیل ہوگئی۔ شقاوت کی بھی دو قسمیں ہیں: ایک تو یہ کہ کافر ہونا یہ بھی شقاوت ہے، دوسرے یہ کہ کافر تو نہیں ہے، مؤمن ہے لیکن گناہوں میں مبتلا رہتا ہے، معصیت کی عادت رہنا یہ بھی شقاوت ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں قسم سے ہمیں نجات عطا فرمادے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعا مانگی اور دعا سکھائی:

((اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِتَرْکِ الْمَعَاصِیْ وَلَا تُشْقِنِیْ بِمَعْصِیَتِکَ))

(جامع الترمذی: (ایچ ایم سعید)، ابواب الدعوات، ج ۲ ص ۱۹۷)

اے اللہ! گناہوں کو چھوڑنے کے ذریعہ سے ہم پر دونوں جہان کی رحمت کے دروازے کھول دیجئے، اور آپ کی نافرمانی کے راستہ سے ہمیں شقی اور بدبخت نہ ہونے دیجئے۔

معلوم ہوا گناہوں سے بھی شقاوت پیدا ہوجاتی ہے، یہ بھی شقی کی ایک قسم ہے۔ اور ایک شقی وہ ہے کہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَمِنۡهُمۡ شَقِيٌّ وَّ سَعِيۡدٌ (سورۃ ھود: آیۃ ۱۰۵) میرے بندوں میں دو قسمیں ہیں، ایک سعید ہے اور ایک شقی ہے، اسی میں آگے چل کر فرمایا کہ فَاَمَّا الَّذِيۡنَ شَقُوۡا فَفِى النَّارِ جتنے شقی ہیں، بدبخت ہیں وہ سب جہنمی ہیں، یہاں شقی سے مراد کفار و مشرکین ہیں، اور وَ اَمَّا الَّذِيۡنَ سُعِدُوۡا فَفِى الۡجَـنَّةِ جتنے سعادتمند ہیں سب جنت میں جائیں گے۔

سعادت مندی کیا ہے کہ سینے میں ایمان ہو، سعادت مندی یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت ہو، سعادت مندی یہ ہے کہ پیشانی کو سجدے کی توفیق ہو، سعادت مندی یہ ہے کہ قلب کو اللہ کی یاد اور اللہ کی محبت وخشیت حاصل ہو، سعادت مندی یہ ہے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار ہو، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے راستے پر جانے کی اس کو ہمت نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سعادت مند بنادے، ایسے سعادت مندوں کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمادے جو مکمل سعادت مند ہیں کہ کامل درجہ کے ایمان والے ہیں اور بالکل ہی مقربینِ بارگاہِ حق ہیں، یعنی ان کو صرف قربِ ایمان ہی حاصل نہیں بلکہ قربِ تقویٰ بھی حاصل ہے، قربِ ذکر اللہ بھی حاصل ہے، قربِ خشیت بھی حاصل ہے اور قربِ دوامِ طاعت بھی ان کو حاصل ہے، یہ حضرات مقربین ہیں میرے دوستو!

جگر مرادآبادی کی تھانہ بھون حاضری اور حکیم الامتؒ کی شفقت

تو جگر مرادآبادی کے دل میں اللہ کی محبت کا بیج کیسے لگا؟ وہ تو کسی زمانے میں اتنے شرابی تھے کہ بس شراب ہی سے انہیں لگاؤ تھا لیکن حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جانے کا دل میں اشتیاق پیدا ہوا۔

سن لے اے دوست! جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

تڑپتے تڑپتے ایک دن خانقاہ تھانہ بھون پہنچ گئے، جب حکیم الامتؒ سے ملاقات ہوگئی تو

حضرت حکیم الامتؒ کے قلب میں بہت ہی رحم کا جوش آیا۔ اس پر ایک بات عرض کرتا ہوں، ہمارے اکابرِ دین فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام جو ہوتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ مزاج شناس ہوتے ہیں اور ساتھ ہی وہ اُمت کے مکمل مزاج شناس ہوتے ہیں، اسی طرح وہ عارفین کاملین، اولیاء کاملین جن سے اللہ تعالیٰ اپنے دین کا کام لیتے ہیں وہ بھی اُمت کے بڑے ہی مزاج شناس ہوتے ہیں، ان کی نفسیات شناس ہوتے ہیں، کس کا کیا مزاج ہے کس کا کیا انداز ہے، طُرُقُ التَّرْبِيَةِ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ جتنے بندے ہیں اتنے ہی طریقِ تربیت ہیں۔ کسی سے غلطی ہوگئی تو اس کو محبت سے پیار سے سمجھانا، جبکہ وہی غلطی کسی دوسرے سے صادر ہوگئی تو اس کے ساتھ سختی سے پیش آرہے ہیں۔ ایک ہی معاملہ ہے لیکن طرقِ تربیت الگ الگ ہیں، ان کے دل میں من جانب اللہ القاء ہوتا ہے کہ ہمارے بندوں کو اس طرح سے ہماری محبت سکھاؤ، اُس کو ڈانٹ دو تو وہ ادھر آجائے گا اور دوسرے کو پیار کرو تو ہماری طرف آجائے گا۔ اولیاء کاملین مُلْہَم ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے قلب میں طریقۂ تربیت کا بھی الہام ہوتا رہتا ہے، جس کو حدیثِ پاک میں فرمایا:

((مَنْ يُّرِدِ اللهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَيُلْهِمْهُ رُشْدَهٗ))

(المعجم الکبیر للطبرانی: (مکتبۃ ابن تیمیۃ، القاھرۃ) جزء ۱۹ ص ۳۴۰، رقم ۷۸۶)

اللہ کی طرف سے ہمیشہ یہ الہام ہوتا رہتا ہے کہ زندگی کے سارے مراحل پر کیسے چلنا ہے۔ ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی نور اللہ تعالیٰ مرقدہ فرماتے ہیں کہ الہام کی ایک قسم الہامِ علمی ہے، یہ اولیاء اللہ کے لئے لازم ہے، بغیر اس کے ان کا قدم اُٹھنا مشکل ہے ؎

قدم یہ اُٹھتے نہیں ہیں اُٹھائے جاتے ہیں

مری طلب بھی اسی کے کرم کا صدقہ ہے

تو وَيُلْهِمْهُ رُشْدَهٗ اللہ کی طرف جو یہ چلتے ہیں تو اُدھر سے دم بدم عنایات ہوتی رہتی ہیں، اللہ تعالیٰ کے احسانات اور ارشادات اور رہنمائی ہوتی رہتی ہے۔

تو جب جگر مراد آبادی حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ کے پاس تھانہ بھون پہنچے تو حضرت کے قلب میں رحم کا بہت جوش آیا کہ ایک گنہگار بندہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو پہنچا دیا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہدایت کے راستے کھولنا چاہتے ہیں، نادم ہو کر کس طرح یہاں تک پہنچ گیا ہے۔ اور میرے دوستو! جب کسی کے اندر صدقِ طلب پیدا ہو جاتی ہے تو صدقِ طلب پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی ایک روشنی اور تابانی اس کے چہرے پر ظاہر ہو جاتی ہے، اس کے اندر ایک تواضع کی کیفیت طاری ہو کر ظاہر ہو جاتی ہے، اور اہل اللہ کے قلب کو اس کا احساس ہو جاتا ہے کہ یہ اللہ کے لئے پیاسا بن کے آیا ہے، اس پر ان کو رحم آتا ہے چاہے وہ کتنا ہی شرابی ہو کبابی ہو اور کس قدر گندی زندگی کا حامل ہو، اس طرف ان کی نظر نہیں ہوتی، اہل اللہ کو اس طرف نظر ہوتی ہے کہ اللہ اللہ! یہ سینے میں اللہ کے لئے طلب و پیاس لے کے آیا ہے۔ ہمارے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ کے لئے جو لوگ میرے پاس آتے ہیں ان کے قدموں کی زیارت کو امداد اللہ اپنی نجاتِ آخرت کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ اللہ اکبر!

خادمینِ دین کو دنیاداروں سے مستغنی رہنے کی نصیحت

اور حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرماتے تھے کہ جو لوگ علمائے دین ہیں، مشائخِ اُمت ہیں، اولیاء اللہ ہیں، وہ اگر دنیاوی غرض سے امراء کے پاس جاتے ہیں تو بِئْسَ الْفَقِیْرُ عَلٰی بَابِ الْاَمِیْرِ ہیں، بہت ہی بُرا ان کا یہ اقدام ہے، امیروں کے پاس کوئی فقیر دنیاوی غرض سے جاتا ہے تو وہ بِئْسَ بن جاتا ہے، بُرا بن جاتا ہے، اللہ کے یہاں اس کی کیا قدر و منزلت ہوگی جبکہ وہ اللہ کو چھوڑ کر دنیا کے لئے کسی کے پیچھے بھاگ رہا ہے۔ دنیا والے سمجھتے ہیں کہ یہ اللہ کے دیوانے ہیں، اور دیوانے کا یہ حال ہے کہ حبِ دنیا میں مشغول ہے، نعوذ باللہ من ذلک! اللہ تعالیٰ حبِ دنیا سے ہمارے قلوب کو پاک فرما دے۔ دنیا کی تو ضرورت ہے لیکن خدا کی قسم! حبِ دنیا سے قلب کو پاک رکھنا فرضِ عین ہے۔

اور فرمایا کہ نِعْمَ الْاَمِیْرُ عَلٰی بَابِ الْفَقِیْرِ اس کے برعکس دنیادار لوگ،

مالدار لوگ ہوں لیکن ان کے دل میں اللہ والوں کی محبت ہے، علمائے دین کی محبت ہے، خدامِ دین کی محبت ہے جس کی بناء پر وہ ان کے پاس جاتے ہیں، ملاقات کرتے ہیں، محبت سے مصافحہ کرتے ہیں تو حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ بِئْسَ نہیں نِعْمَ بن جاتے ہیں، یہ اچھے لوگ بن جاتے ہیں، خوش نصیب بن جاتے ہیں، قسمت والے بن جاتے ہیں، سعادت مندوں میں داخلہ کا راستہ ان کے لئے کھل جاتا ہے۔ کیا بات ہے میرے دوستو!

محبتِ الٰہی اور دینِ حق پر مشتمل اشعار پر اعتراض کرنے والے بے خبر لوگ ہیں

تو جگر مرادآبادی جب خانقاہ پہنچے تو حکیم الامتؒ نے ان کو بہت شفقت و محبت سے نوازا، اور فرمایا کہ آپ کے اشعار خوب ہیں، لوگ سنتے ہیں، کچھ ہمیں بھی سنایئے۔ ان کو قریب لانے کی کیا صورت اختیار فرمائی میرے دوستو! اشعار کے بارے میں بھی لوگوں کو بڑی غلط فہمی ہے، ایسا اکابر علمائے دین کے ساتھ نہ رہنے اور ان کے علوم سے استفادہ کرنے کی توفیق سے محرومی کی وجہ سے ہوتا ہے کہ بہت سے لوگ کہتے ہیں اشعار کیا چیز ہیں، اشعار ہی اشعار، اشعار سننے سنانے پر اعتراض کرتے ہیں، لاحول ولا قوۃ الا باللہ! جبکہ شمائلِ ترمذی میں روایت ہے:

((عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ جَالَسْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثَرَ مِنْ مِّائَةِ مَرَّةٍ وَّكَانَ اَصْحَابُهٗ يَتَنَاشَدُوْنَ الشِّعْرَ وَيَتَذَاكَرُوْنَ اَشْيَآءَ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَهُوَ سَاكِتٌ وَّرُبَمَا يَتَبَسَّمُ مَعَهُمْ))

(شمائل الترمذی: (ایچ ایم سعید کمپنی)؛ ص ۱۶)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ صحابی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سو سے زیادہ مجلسیں مجھے ایسی ملی ہیں جن کے اندر صحابہؓ اشعار ہی اشعار سناتے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنتے رہے، سنتے رہے یہاں تک کہ ان اشعار میں بعض ایسے قصوں کا بھی ذکر ہوتا جن پر ہنسی آجاتی،

صحابہ ہنستے تھے تو ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہنستے تھے۔ اور مسلم شریف کی روایت ہے کہ ایک صحابی فرماتے ہیں اونٹ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ میں پیچھے بیٹھا ہوا تھا تو اُمیّہ کے اشعار پڑھنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے امر فرمایا:

((عَنْ شَرِيْدِ بْنِ سُوَيْدٍ الثَّقَفِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَدِفْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ هَلْ مَعَكَ مِنْ شِعْرِ اُمَيَّةَ بْنِ اَبِي الصَّلْتِ شَيْئًا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ هِيْهِ فَاَنْشَدْتُّهُ بَيْتًا فَقَالَ هِيْهِ ثُمَّ اَنْشَدْتُّهُ بَيْتًا فَقَالَ هِيْهِ حَتّٰى اَنْشَدْتُّ مِأَةَ بَيْتٍ))

(الصحیح لمسلم: (قدیمی) کتاب الشعر، ج ۲ ص ۲۳۹)

جب میں ایک شعر پڑھتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے اور سناؤ، پھر دوسرا شعر پڑھتا تھا تو فرماتے تھے اور سناؤ، اس طرح کرتے کرتے اُمیّہ کے سو اشعار میں نے سنائے، پھر اخیر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، قریب تھا کہ اُمیّہ اسلام لے آئے۔

دیکھا آپ نے میرے دوستو! ہمارے بزرگانِ دین بھی اپنی مجالس میں اشعار سنتے تھے اور کبھی بڑوں سے بھی اشعار سنتے تھے۔ ہمارے استاد اور اپنے زمانہ میں ایشیا کے مشہور ترین بزرگ اور محدثِ عظیم حضرت مولانا ہدایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے سامنے پوچھا کہ دارالعلوم میں جب آپ پڑھتے تھے اور حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں تھانہ بھون جایا کرتے تھے تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی آپ کی ملاقات ہوتی تھی؟ مولانا ہدایت اللہ صاحبؒ ہنسنے لگے اور مسکراتے ہوئے فرمایا جی ہاں ملاقاتیں تو ہوتی تھیں، خواجہ صاحبؒ حضرت حکیم الامتؒ کی مجلس میں خوب مست ہو کر اشعار پڑھتے تھے اور ہم لوگ بھی مست ہو ہو کر ان کے اشعار سنتے تھے۔ ہمارے حضرت والا اتنے خوش ہوئے، جھوم گئے کہ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عارف الہند خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ ایک عینی شاہد سے سنا۔ اکابرِ دین کے حالات کا مطالعہ کرنا خدا کی قسم! بہت ضروری ہے، بہت مفید ہے، اکابرِ دین کے ملفوظات، مواعظ اور

معارف کی برکت سے، ان کے حالات، حکایات وواقعات کی برکت سے حق و باطل میں پوری طرح تمیز پیدا ہوجاتی ہے، اس کو پڑھنا چاہئے میرے دوستو۔

جگر صاحب کی دعاؤں پر حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کا آمین کہنا اور اس کے عظیم ثمرات و برکات

تو جگر مرادآبادی کو حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح سے قریب کیا کہ کچھ اشعار سنائیے، وہ بڑے خوش ہوئے۔ شعراء کے مزاج میں یہ بات ہوتی ہے کہ جب کوئی ان سے کہتا ہے کہ ذرا اشعار سنائیے، فوراً ان کی طبیعت میں طوفان برپا ہوجاتا ہے لیکن وہ خوشیوں کا طوفان ہوتا ہے۔ جب جگر صاحب نے اشعار سنائے تو حضرت حکیم الامتؒ بہت خوش ہوئے جس سے ان کا دل حضرت حکیم الامت پر اَور گرویدہ ہوگیا، مزید فدا ہوگیا کہ اللہ والے ہم گنہگاروں کے ساتھ ایسی شفقت اور محبت کا برتاؤ کرتے ہیں۔ پھر وہ تائب ہوئے اور حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی، اور جب حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں سے واپس جانے لگے تو عرض کیا کہ حضرت والا! دعا فرما دیجئے کہ داڑھی آجائے، حضرت نے فرمایا کہ ان شاء اللہ! داڑھی آجائے گی، پھر عرض کیا کہ دعا فرما دیجئے شراب چھوٹ جائے، حضرت نے فرمایا ان شاء اللہ! یہ بھی ہوجائے گا، پھر تیسری دعا کروائی کہ حج نصیب ہوجائے، فرمایا کہ ان شاء اللہ! یہ بھی ہوجائے گا۔

قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اَلْعَیْنُ حَقٌّ کے تحت تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبولین، محبوبین، عارفین کے قلوب پر ہر وقت نظر فرماتے ہیں کہ ہمارے یہ محبوب کیا چاہتے ہیں؟ پھر اللہ تعالیٰ ان کی تمناؤں کو، ان کی چاہتوں کو پورا فرما دیتے ہیں۔ تو جب حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے جگر صاحب نے اس طرح سے دعاؤں کے لئے درخواست کی، حضرت کے شفقتِ قلب رحمتِ قلب کو جوش آیا اور یوں کہہ دیا کہ یہ بھی ہوجائے گا یہ بھی ہوجائے گا یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ تھے۔ بعض وقت

اہل اللہ سے کہا جاتا ہے حضرت دعا فرما دیجئے، وہ حضرات بظاہر خاموش نظر آتے ہیں لیکن زبانِ قلب سے وہ اسی وقت دعا مانگتے ہیں، بعض عوارض کی بنا پر زبان سے اگرچہ اس وقت دعا نہیں مانگتے لیکن زبانِ قلب سے وہ دعا مانگتے ہیں اور کام بن جاتا ہے میرے دوستو!

اہل اللہ کے ساتھ نیک گمان ضروری ہے جبکہ ظُنُّوْا بِالْمُؤْمِنِ خَیْرًا (التفسیر الکبیر: (دار احیاء التراث، بیروت) جزء ۲۸ ص ۱۱۰ / العرف الشذی) تمام مؤمنین کے ساتھ حسنِ ظن رکھنے کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واجب قرار دیا ہے تو اس ہدایتِ نبوت کے مطابق گنہگار مسلمانوں کے ساتھ بھی جب حسنِ ظن فرض ہے تو کیا اللہ والوں کے ساتھ حسنِ ظن اور نیچے آجائے گا؟ ان کے ساتھ تو اور زیادہ نیک گمان رکھنا چاہیے۔ تو حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ بھی ہو جائے گا، پھر عرض کیا حضرت دعا فرما دیجئے خاتمہ بالخیر، ایمان کے ساتھ موت بھی نصیب ہو جائے، فرمایا ان شاء اللہ! یہ بھی ہو جائے گا۔ اب یہ کیسے فرما دیا؟ اس کا جواب سنئے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں ایسے محبوبین اور عشاق ہوتے ہیں کہ لوگ ان کی قدر نہیں کرتے:

((رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ ذِیْ طِمْرَیْنِ تَنْبُوْ عَنْهُ اَعْیُنُ النَّاسِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللهِ لَاَبَرَّهٗ))

(المستدرك علی الصحیحین للحاکم: (دار الکتب العلمیة)، کتاب الرقاق، جزء ۴ ص ۳۶۴)

بعض لوگوں کو دیکھا کہ پڑھتے ہیں رُبَّ اَغْبَرَّ ارے ظالم! یہ اَغْبَرَّ کیسے ہو گیا؟ مزید فیہ سے کہیں اسم تفضیل اَفْعَلُ کے وزن پر بھی آیا ہے؟ شاید سمجھا ہو کہ اِغْبِرَارٌ سے اَغْبَرَّ ہے، لاحول ولا قوۃ الا باللہ! علم میں ایسی خامی ہو پھر آدمی مدرس ہو معلم ہو محدث ہو تو بڑا مسئلہ ہے بھئی! غلطیاں دور دور تک پھیل جاتی ہیں۔ اَغْبَرَّ پڑھنا بالکل غلط ہے، اِغْبَرَّ تو صحیح ہے جبکہ ماضی کا صیغہ ہو لیکن یہاں تو ماضی بھی نہیں ہے، اسم تفضیل ہے لہٰذا اَغْبَرَ پڑھنا چاہیے، رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللهِ لَاَبَرَّهٗ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ بظاہر غبار آلود ہوتے ہیں، پراگندہ بال یعنی ان کے سر کے بال بھی بکھرے ہوئے ہوتے ہیں، سجے ہوئے نہیں ہوتے اور لباس بھی عمدہ نہیں ہوتا، ذِیْ طِمْرَیْنِ پھٹے

پُرانے دو کپڑے والے، تَنْبُوْ عَنْهُ اَعْيُنُ النَّاسِ لوگوں کی نگاہوں میں وہ بیقدر معلوم ہوتے ہیں۔ اگر کسی کے پاس وہ شادی کا پیغام بھیجیں تو جواب ملے کہ لاحول ان کا پیغام ہمیں ملا ہے، خبردار ہمارے ہاں ان کو نہ لانا، دوبارہ جو آئے تو خبردار۔ یہ حال ہوتا ہے یعنی ظاہری طور پر لوگوں میں ان کی اتنی عزت و وجاہت نہیں ہوتی، لوگ عام طور پر ان کا مقام نہیں پہچانتے لیکن اللہ کے یہاں ان کی بڑی مقبولیت اور محبوبیت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کو تین چیزوں میں پوشیدہ رکھا ہے

اب یہاں ایک اور عجیب مضمون یاد آیا کہ امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب لواقح الانوار القدسیۃ فی بیان العھود المحمدیہ میں ایک روایت ہے:

((وَ قَدْ وَرَدَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَخْفٰى ثَلَاثًا فِيْ ثَلَاثٍ اَخْفٰى رِضَاهُ فِيْ طَاعَتِهٖ وَ اَخْفٰى سَخَطَهٗ فِيْ مَعْصِيَتِهٖ وَ اَخْفٰى اَوْلِيَاءَهٗ فِيْ عِبَادِهٖ)) [1]

(لواقح الانوار القدسیۃ فی بیان العھود المحمدیۃ للشعرانی: (دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ص ۲۹۴)

(وفی الزھد الکبیر للبیھقی: قَالَ ذُوْ النُّوْنِ الْمِصْرِيُّ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَخْفٰى ثَلَاثًا فِيْ ثَلَاثٍ: اَخْفٰى غَضَبَهٗ فِيْ مَعْصِيَتِهٖ، وَاَخْفٰى رِضَاهُ فِيْ طَاعَتِهٖ، وَاَخْفٰى وِلَايَتَهٗ فِيْ عِبَادِهٖ

(مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت)؛ جزء ۱ ص ۲۹۰)

(وفی احیاء علوم الدین للغزالی: قَالَ جَعْفَرُ نِ الصَّادِقُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَبَأَ ثَلَاثًا فِيْ ثَلَاثٍ: خَبَأَ رِضَاهُ فِيْ طَاعَتِهٖ۔۔۔ وَغَضَبَهٗ فِيْ مَعَاصِيْهِ۔۔۔ وَخَبَأَ وِلَايَتَهٗ فِيْ عِبَادِهٖ۔۔۔ الخ

(دار المعرفۃ، بیروت)؛ جزء ۴ ص ۴۹)

یعنی اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کو تین جگہوں پر مخفی رکھا ہے، پوشیدہ رکھا ہے: اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کو مستور رکھا ہے پوشیدہ رکھا ہے اچھے کاموں میں۔ جہاں بھی اللہ تعالیٰ کی

---

[1] (نوٹ: اس روایت کے بارے میں مختلف اقوال ہیں: ۱۔ کسی نے اسے حدیث شریف قرار دی ہے ۲۔ کسی نے اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول قرار دیا ہے ۳۔ احیاء علوم الدین للامام غزالی میں اس قول کو امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا ہے ۴۔ الزہد الکبیر للبیہقی میں ذوالنون مصری رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا ہے، اور کسی نے امام ابو جعفر باقر رحمہ اللہ کا قول قرار دیا ہے۔ بہرحال مضمون بالکل صحیح اور عظیم الشان ہے)

فرمانبرداری کا کام کوئی کرتا ہے تو خدا کی قسم! یقیناً اللہ تعالیٰ خوش ہوجاتے ہیں، ضرور خوش ہوجاتے ہیں گو ہمیں اس کا پتا نہ چلے۔ پردے میں وہ خوش ہوجاتے ہیں اور پردے کے اِدھر ہونے کی وجہ سے ہمیں اس کا پتا نہیں چلتا لیکن جو عارفین کاملین اولیاء اللہ ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے خوش ہونے کی لہریں وہ اپنے سینوں میں محسوس کرتے ہیں، ان کے دلوں میں اللہ کی خوشی کے اثرات آجاتے ہیں میرے دوستو، سبحان اللہ وبحمدہ!

دوسرے یہ کہ جب انسان گناہ کا کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوجاتے ہیں اگرچہ اس ظالم کو اس کا پتا نہیں چلتا لیکن اللہ تعالیٰ ناراض ہوجاتے ہیں، یہاں بھی وہی بات ہے۔ جو اولیاء اللہ ہوتے ہیں، جو گناہوں سے بچنے کے عادی ہوتے ہیں ان کو ہمیشہ اسی کا اہتمام ہوتا ہے اپنے مالک کو خوش رکھتے ہیں اوران کی ناراضگی سے ڈرتے رہتے ہیں ؎

نہ کوئی غیر آجائے نہ کوئی راہ پاجائے
حریمِ دل کا احمدؔ اپنے ہر دم پاسباں رہنا

تو ان حضرات سے اگر کبھی کوئی لغزش ہوجاتی ہے، کوئی غلطی ہوجاتی ہے، انسان ہے، کمزور ہے، کمزوریوں کی وجہ سے کسی معاملہ میں کوئی غلطی ہوجاتی ہے تو ان کو پتا چل جاتا ہے، انکے دل میں کدورت آجاتی ہے، ایک دم سے ظلمت چھا جاتی ہے، پریشان ہوجاتے ہیں ؎

بر دلِ سالک ہزاراں غم بود
گر ز باغِ دل خلالے کم بود

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دیوانوں کی یہ شان ہوتی ہے، ان کے مذہب میں یہ خاص بات ہوتی ہے کہ جب بھی نورِ قرب میں کمی آجاتی ہے، سوچتے ہیں کہ کیا معاملہ ہے کہ پہلی جیسی کشش اور پہلی جیسی قرب کی خاص حالت اور خاص لگاؤ وہ بات اب نہیں رہی، پریشان ہوکر مشغولِ استغفار ہوجاتے ہیں بلکہ مُوَفَّق بالاستغفار ہوجاتے ہیں، استغفار کی توفیق ان کو عطا ہوجاتی ہے، دل ہی دل میں نادم ہوتے ہیں۔

ندامت کیا ہے میرے دوستو! گناہوں کو چھوڑ دے، جس گناہ کی عادت تھی یا

جس گناہ میں مبتلا ہو، اس سے الگ ہوجانا، اَنْ یُّقْلِعَ عَنِ الْمَعْصِیَۃِ، یَقْلَعَ مت پڑھو اَنْ یُّقْلِعَ عَنِ الْمَعْصِیَۃِ وَاَنْ یَّنْدَمَ عَلَیْھَا کہ اس گناہ سے الگ ہوجانا اور دل ہی دل میں نادم ہوجانا، شرمندہ ہوجانا، پشیمان ہوجانا اور اَنْ یَّعْزِمَ عَزْمًا جَازِمًا اَنْ لَّا یَعُوْدَ اِلَیْھَا اَبَدًا اور پختہ ارادہ کرلینا کہ اب یہ سب نہیں کرنا ہے۔ دوبارہ اُس طرف نہیں جانا ہے، یہی ہے حقیقتِ توبہ۔ ان ہی تین باتوں کے مجموعہ کو توبہ کہتے ہیں میرے دوستو!

بہرحال! جو اہل اللہ ہوتے ہیں یعنی عارفین ہوتے ہیں، جن کو حسنات کی عادت اور ان کا اہتمام والتزام رہتا ہے تو جب ان سے کوئی غلطی سرزد ہوجاتی ہے تو ان کے دل میں کدورت آجاتی ہے اور من جانب اللہ ان کو پتا چل جاتا ہے کہ کیا کچھ غلط ہوا ہے، کبھی تعیین کے ساتھ پتا لگ جاتا ہے کبھی تعیین کے بغیر پتا لگ جاتا ہے۔ تعیین کے ساتھ پتا چل جائے تو استغفار کرے توبہ کرے، اگر بغیر تعیین کے بھی پتا لگ جائے تو بھی مشغولِ استغفار اور مشغولِ توبہ ہوجائے تو کام بن ہی جائے گا، اور اس کی دلیل یہ حدیثِ پاک ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ))

(صحیح مسلم: (قدیمی)، باب الدعا فی صلاۃ اللیل وقیامہ، ج ۱ ص ۲۶۳)

کہ اے اللہ! جو میں نے پہلے کیا ہے، جو بعد میں کیا ہے وہ سب کچھ آپ معاف فرمادیجئے، اور جو کچھ میں نے چھپ کر کیا ہے، جو کچھ میں نے علانیہ کیا ہے، سب معاف فرمادیجئے وَمَا اَسْرَفْتُ اور جہاں جہاں میں حد سے تجاوز کرگیا، وہ بھی معاف فرمادیجئے، وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اور وہ سب گناہ بھی معاف فرمادیجئے جس کا آپ کو تو علم ہے لیکن مجھے علم نہیں ہے، مجھے پتا ہی نہیں چلا، وہ بھی معاف فرمادیجئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھایا کہ اس طرح سے کہہ دو کہ جس کا پتا ہے جس کا پتا نہیں ہے، سب معاف فرمادیجئے، اللہ تعالیٰ سب کچھ معاف فرمادیں گے:

((وفی عمدۃ القاری للعینی (اَنْتَ الْمُقَدِّمُ) اَیْ: تُقَدِّمُ مَنْ تَشَاءُ مِنْ خَلْقِكَ اِلٰی رَحْمَتِكَ بِتَوْفِیْقِكَ. (وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ) تُؤَخِّرُ مَنْ تَشَاءُ عَنْ ذٰلِكَ بِخِذْلَانِكَ))

(عمدۃ القاری للعینی: (دار احیاء التراث، بیروت)؛ جزء ۲۳ ص ۲۰، رقم ۸۹۳۶)

اے اللہ! آپ جس کو چاہتے ہیں توفیقِ طاعت کے ذریعہ اس کو آگے بڑھا دیتے ہیں اور جس کو توفیق نہیں دیتے وہ پیچھے رہ جاتا ہے، اس طرح سے آپ اس کو مؤخر فرما دیتے ہیں، نعوذ باللہ من ذلک، آپ ہی کے ہاتھ میں ہے توفیق تو آپ معاف فرما دیجئے۔ اس طرح جب کہ بندہ مٹتا ہے، گڑگڑاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما ہی دیتے ہیں میرے دوستو!

تیسری بات یہ فرمائی کہ وَاَوْلِیَائَہٗ فِیْ عِبَادِہٖ اور اپنے اولیاء کو اپنے بندوں میں چھپا دیتے ہیں، عام لوگوں کو پتا نہیں چلتا کہ یہ اللہ کے ولی ہیں یا یہ کہ کس درجے کے ولی ہیں؟ سمجھتے ہیں کہ کوئی حافظ صاحب ہیں بھئی! کوئی مولوی صاحب ہیں، یا فلاں صاحب ہیں، نماز ہی تو پڑھتے ہیں، ہم بھی اسی طرح نماز پڑھتے ہیں لیکن اندر ہی اندر سے وہ پہنچے ہوئے ہوتے ہیں، دوسروں کو پتا نہیں لگتا، کبھی کسی کی قسمت اچھی ہو تو پتا لگ بھی جاتا ہے، میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

آہ سے راز چھپایا نہ گیا
منہ سے مرے نکلی مضطر ہو کر

اہل اللہ سے ایسی آہ نکل جاتی ہے، اس طرح سے آنسو بہہ جاتے ہیں، اور ایسی حالت ظاہر ہو جاتی ہے کہ پھر لوگ پہچان جاتے ہیں کہ ہائے! یہ تو کوئی دیوانہ لگتا ہے۔

اہل اللہ کی زبان سے نکلے الفاظ کی بھی اللہ تعالیٰ لاج رکھتے ہیں

خیر! یہ بات تو درمیان میں آگئی، میں عرض کر رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہوتے ہیں، لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللہِ اللہ پر قسم کھا کر اگر وہ کچھ کہہ دیتے ہیں، لَاَبَرَّہُ اللہ اس کی قسم والی بات کو پورا فرما دیتے ہیں، اُن کو اُن کی اُس بات میں اللہ تعالیٰ واقعتاً سچا بنا دیتے ہیں کہ لو ہم تمہارے ساتھ ہیں،

انہوں نے جو کچھ کہہ دیا اس کو پورا فرمادیا۔ عجیب معاملہ ہے!

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرمایا کہ قسم اُٹھانا بھی ضروری نہیں ہے، اصل یہ ہے کہ کسی عارفِ کامل یا اولیاء اللہ سے اگر کوئی مؤکد بات نکل جائے کہ چل! یہ ہوجائے گا، تو وہ اسی طرح سے ہوجاتا ہے۔ قسم اُٹھانا ضروری نہیں ہے، قسم سے مقصد مَا سِیْقَ لَہُ الْکَلَامُ اس کلام سے جو مقصود ہے یعنی اگر کوئی بات تاکید سے فرمادے۔

جیسا کہ ہمارے حضرت مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ذکر کیا ہے کہ ایک بزرگ تھے، اس قدر ان کا اللہ کے ساتھ تعلق خاص تھا کہ اگر کسی نے غلطی کی اور انہوں نے کہہ دیا کہ اے اندھے! تُو دیکھتا نہیں ہے تو وہ واقعی اندھا ہوجاتا تھا۔ پھر لوگ ان بزرگ کو کہتے تھے کہ حضرت! آپ کے کہنے کے بعد وہ اندھا ہوگیا، اب دیکھتا نہیں ہے۔ تو جوش میں فرماتے کون کہتا ہے کہ وہ دیکھتا نہیں ہے، اے! تُو تو دیکھتا ہے نا، تُو تو دیکھ رہا ہے، کیوں لوگ ایسا کہتے ہیں کہ تُو دیکھتا نہیں ہے، پھر وہ دیکھنے لگتا تھا۔ اس پر بعض لوگوں کو اشکال ہوتا ہے کہ یہ شرک ہے، ارے علم نہ ہو تو سب کچھ شرک بنادو گے لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ یہ تو حدیثِ پاک میں آیا ہے بھئی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حَتّٰی اُحِبَّہٗ میرا بندہ میرے خوش کرنے کے اعمال میں جب مشغول ہوتا ہے، تو ایک درجہ ایسا آتا ہے کہ حَتّٰی اُحِبَّہٗ، پھر میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں، پھر اس کا مرتبہ میرے یہاں ایسا ہوجاتا ہے فَکُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ و فی الفتح وَ لِسَانَهُ الَّذِیْ یَتَکَلَّمُ بِہٖ ۔ فتح الباری: ج ۱۲ ص ۲۹۳ (صحیح البخاری: (قدیمی)، ج ۲ ص ۹۶۳) میں اس کا کان بن جاتا ہوں میرے ہی ذریعہ سے وہ سنتا ہے، اور میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں میرے ہی ذریعہ سے وہ دیکھتا ہے۔ اسی طرح میں اس کی زبان بن جاتا ہوں تو میرے ہی ذریعہ سے وہ نور سے معمور گفتگو کرتا ہے۔ بتایئے! میرے دوستو! پھر اس پر اشکال کہاں سے وارد ہوجاتا ہے۔ کرامات کا وقوع اولیاء اللہ کے اختیار میں نہیں ہوتا۔

پوری طرح اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت واختیار اور اللہ تعالیٰ ہی کی مشیت سے اس کا صدور ہوتا ہے اُن سے۔

بس یہ جو واقعہ اوپر مذکور ہوا ہے بعض اولیاء اللہ کے بعض ایسے حالات ہوتے ہیں، عام طور پر ایسا نہیں ہوتا۔ میرے دوستو! یہ تو عقیدۂ اسلام ہے کہ کَرَامَاتُ الْاَوْلِیَآءِ حَقٌّ یعنی اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں۔ یعنی اولیاء اللہ کی کرامات کو ماننا چاہئے اور حسبِ قواعدِ شریعت اسکی تشریح اور وضاحت سمجھنی چاہئے، اگر علماء حق ان کو اولیاء اللہ جانتے ہیں۔

بہر حال! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ کلامِ مؤکد اگر اہل اللہ کی زبان سے نکل جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی لاج رکھتے ہیں۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ سے بھی کسی طور پر ایسی ہی کچھ باتیں ظاہر ہوئی تھیں، اسی کی یہ وضاحت میں نے کی ہے۔ بعض لوگ اہل اللہ پر، عارفین پر غلطی سے اور کم فہمی سے اعتراضات اور اشکالات کر کے یہ بیچارے خسارے میں پڑ جاتے ہیں، بہت زیادہ ہلاکت میں پڑ جاتے ہیں، ایسا نہ ہونا چاہئے میرے دوستو! اللہ تعالیٰ ہم سب کو اللہ کے دیوانوں کے ساتھ، اللہ کے عاشقین کے ساتھ، عارفینِ اُمت کے ساتھ، علماء ربانیین کے ساتھ، اکابرِ دین کے ساتھ اچھا گمان رکھنے کی توفیق سے نوازے۔

بیعت ہونے کے بعد جگر مرادآبادی کی زندگی میں عجیب تبدیلی

تو حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ نے شاعر جگر صاحب سے فرمادیا کہ یہ بھی ہوجائے گا، یہ بھی ہوجائے گا، اخیر میں یہ کہنا کہ خاتمہ بالخیر بھی ہوجائے گا، اب خاتمہ بالخیر کا کسی کو علم تو نہیں ہوسکتا، حضرت حکیم الامت کی زبانِ مبارک سے یہ بات نکل گئی تو اللہ تعالیٰ کو اب اس کی لاج رکھنا تھی، پھر کیا ہوا آگے سب نے دیکھا کہ جگر صاحب وہاں سے واپس آئے تو سنت کے مطابق داڑھی ماشاء اللہ رکھ لی، اور جب اپنی داڑھی پر ان کی نظر پڑی تو یہ شعر پڑھا ؎

چلو دیکھ آئیں تماشہ جگرؔ کا
سنا ہے وہ کافر مسلمان ہوگا

دیکھوتو ظالم مسلمان ہو رہا ہے، کیا مطلب؟ ایک کافرانہ زندگی بظاہر تھی کہ اللہ سے دور دور تھے جیسے کفار دور ہوتے ہیں، اللہ کی بات نہیں مانتے، گویا کہ ہماری بھی زندگی ایسی تھی کہ فرمانبرداری سے محرومی تھی، اب دیکھو اے مسلمانو! جگر مسلمان ہونے لگا ہے یعنی پوری طرح اسلام میں داخل ہو رہا ہے، واہ! کیسی شاعری ہے میرے دوستو! اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً (سورۃ البقرۃ: آیۃ ۲۰۸) پوری طرح داخل ہوجاؤ اسلام میں، ہماری اطاعت میں۔

توجگر صاحب نے داڑھی رکھ لی اور پکے نمازی بھی بن گئے، شراب بھی چھوڑ دی، شراب چھوڑنے سے بیمار پڑ گئے کیونکہ ساری زندگی شراب نوشی کے عادی تھے۔ تمام ڈاکٹروں نے متَّفَقہ یہ کہا، یہاں آپ لوگ کہتے ہیں متفِقہ، جو صحیح ہو وہی کہنا چاہئے میرے دوستو! علمی طور پر متَّفَقہ ہے۔ تو ڈاکٹروں نے متفَقہ طور پر یہ فیصلہ دیا کہ جگر صاحب دوبارہ آپ کو شراب پینا ہوگی، نہیں تو آپ زندہ نہیں رہ سکیں گے۔ میرے شیخ نوراللہ مرقدہ فرماتے تھے کہ جگر صاحب نے کہا اے ڈاکٹرو! اگر میں پیتا رہوں گا تو کب تک جیتا رہوں گا؟ ڈاکٹروں نے کہا کہ اس کا تو ہمیں علم نہیں، موت کا علم اللہ کو ہے ہمیں کیسے معلوم ہو۔ جگر صاحب نے کہا اگر مرنا ہی ہے تو پھر میں اللہ کا نافرمان ہو کر نہیں مرنا چاہتا، فرمانبردار ہو کر مرنا چاہتا ہوں، اب میں دوبارہ شراب نہیں پیوں گا، بس وہ مضبوط ہو گئے، پکے ہو گئے میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے اہل اللہ کی برکت سے شقاوت کو سعادت سے تبدیل فرمادیا، اب وہ بالکل ہی گناہوں سے بیزار ہو گئے، کہنے لگے ؎

پینے کو تو بے حساب پی لی
اب ہے روزِ حساب کا دھڑکا

اب کانپ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ سے ڈر رہے ہیں، دوبارہ شراب نہیں پی اور اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ جگر صاحب تندرست ہو گئے۔ اخیر عمر میں جب موت کا وقت آیا تو تڑپ تڑپ کر کمرے میں اِدھر سے اُدھر جاتے تھے اور پھر وہاں سے تڑپتے ہوئے یہاں آتے تھے، اسی طرح سے تڑپ تڑپ کر استغفار پڑھتے ہوئے جان نکل گئی۔ دیکھنے والے صالحین نے

کہا کہ ایسا لگتا ہے اور گمان ہے کہ یہ بندہ اللہ کی محبت اور دیوانگی، پیاس اور تشنگی اور خوشیوں کے ساتھ دنیا سے جا رہا ہے کیونکہ حدیثِ پاک میں آیا ہے: ظُنُّوْا بِالْمُؤْمِنِ خَيْرًا (التفسير الكبير: (دار احياء التراث بيروت) جزء ۲۸ ص ۱۱۰ / العرف الشذی) مؤمنین کے ساتھ اچھا گمان رکھو۔ بات سمجھ میں آئی میرے دوستو! خاتمہ بالخیر ہوا یا نہیں، اس پر کوئی یقینی فتویٰ تو نہیں لگا سکتا لیکن علامات سے آثار سے یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ یہ بندہ اللہ کا ہو کر دنیا سے جا رہا ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

مؤمنین کاملین کے لئے غلبہ کی قرآنی بشارت

دیکھو! بات کہاں سے شروع ہوئی تھی اور کہاں کہاں سے ہو کر جگر صاحب کے حالات پر پہنچ گئی کہ گئے تو تھے تھانہ بھون، پھر اب دیکھو ان کا کیا حال ہوا ہے۔ سعادتمندی کا بیج وہیں سے ان کے دل میں لگ گیا تھا، یہی جگر تو تھے جو کسی زمانے میں زبردست شرابی تھے لیکن اہل اللہ کے یہاں جا کر ایسے سعادتمند ہوئے، باقی زندگی عشق میں ڈوب کر گزاری ظالم نے، یہ بھی انہی کا شعر ہے ؎

میرا کمالِ عشق بس اتنا ہے اے جگرؔ
وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانے پہ چھا گیا

نسبت مع اللہ جب عطا ہوتی ہے، اللہ کی محبت جب دل پر چھا جاتی ہے، پھر وہ دنیا میں جہاں بھی جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی محبت کے ساتھ، عشقِ الٰہی کے ساتھ، دین پر فریفتگی کے ساتھ اور دین کی شان و شوکت کے ساتھ سب پر چھا جاتا ہے، اس طرح سے ہر جگہ غالب ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو خود ہی غالب فرما دیتے ہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

غالبی بر جاذباں اے مشتری
شاید ار درماندگاں را واخری

اے اللہ! تمام عالم کے جاذبین اور جاذبات پر آپ غالب ہیں، پس اے میرے محبوبِ پاک ہم جیسے کمزوروں کو بھی آپ خرید لیجئے، ہم سب کو دین کے ساتھ، اپنی اطاعت کے ساتھ،

اپنی محبت وخشیت کے ساتھ، شریعت اور اتباعِ سنت کے ساتھ، ہر جگہ ہمیں غالب فرمادیجئے:

﴿وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾

(سورۃ اٰل عمرٰن: آیۃ ۱۳۹)

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمایا کہ اگر تم میرے ہو، اور میرے ہوکر زندگی گزارتے ہو تو میں تمہیں ہر جگہ غالب رکھوں گا۔ اس آیتِ پاک میں مؤمنین سے مؤمنین کاملین ہی مراد ہیں یعنی اگر تم بالکل ہی ہمارے ہو، تو ہم بھی دِکھادیں گے کہ ہم کس طرح تم کو غالب رکھتے ہیں۔ اولیاء اللہ جہاں بھی جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو غلبہ عطا فرماتے ہیں، اس لئے اولیاء اللہ کے ساتھ لڑنا اور ٹکر لینا صحیح نہیں ہے، اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔ ہاتھی کو اگر کوئی مارے پیٹے تو ہاتھی اس کو برداشت کرلیتا ہے لیکن اگر اس کے بچے پر کوئی ظلم کرے تو ہاتھی انتقام لیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے حدیثِ قدسی میں ارشاد فرمایا:

((مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ))

(صحیح البخاری: (قدیمی)، باب التواضع، ج ۲ ص ۹۶۳)

کہ میرے اولیاء کے ساتھ اگر کوئی دشمنی کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ اعلانِ جنگ کرتا ہوں، میری طرف سے اس کے لئے اعلانِ جنگ ہے۔ اس حدیثِ پاک کی وجہ سے عارفین نے اور محدثین نے فرمایا کہ اہل اللہ کے ساتھ کوئی گستاخی بے ادبی کرے یا ان کو ایذا پہنچائے تو اس کا خاتمہ خراب ہونے کا اندیشہ ہے، خاتمہ بالخیر سے محرومی کا بہت خطرہ ہے، اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے۔

ولی اللہ بننے کا مختصر مگر عظیم الشان کامیاب نسخہ

بہرحال! ولی کی دو قسمیں ہیں ایک ہے شیطان کا ولی اور ایک ہے اللہ کا ولی، بیشک ہم سب یہی چاہتے ہیں کہ ہم سب اللہ کا ولی بن جائیں، اللہ کا ولی بن کر ہمارا جینا ہو، اللہ کا ولی بن کر ہمارا مرنا ہو:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾

(سورۃ اٰل عمرٰن: آیۃ ۱۰۲)

اللہ تعالیٰ نے اس آیتِ پاک میں فرمایا کہ سب گناہوں کو چھوڑ دو، مجھے راضی کرلو، اور پوری طرح میرا ہی بن کے میرے پاس آنا، اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ کے کیا معنی ہیں؟ اٰمَنُوۡا ایمان تو ہے ہی تمہارے اندر اور اِتَّقُوا اللّٰہَ کے معنی ہیں اللہ سے ڈرنا، جو اللہ کے اوامر لازمہ ہیں، ان کو ماننا اور جو منہیات ہیں، ممنوعات ہیں ان سے دور رہنا، وَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ یہ تاکید ہے، بات تو پوری بظاہر ہو چکی تھی کہ تقویٰ کی زندگی گزارنا، پھر حَقَّ تُقٰتِہٖ کے بعد کیا باقی رہ گیا، لیکن تاکیداً اور تکمیلاً فرمادیا وَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ترجمہ: ہرگز نہ مرنا مگر ہمارے پورے منقاد ہو کر۔

تم جو بالکل ہمارے ہی ہو پوری زندگی، مرتے وقت اس کا مکمل ثبوت لیتے ہوئے آنا میرے پاس، اس کے معنی سن لو کہ تم جو میرے ہی ہو اس کا خوب ثبوت ساتھ لیتے ہوئے آنا کہ سب پر عیاں ہو جاوے کہ ارے یہ تو دیوانے ہیں ان کے۔ جو ایسا منقاد ہوتا ہے وہ بندہ یوں اعلان کرتا ہے:

﴿وَقَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ○﴾

(سورۃ حٰمٓ سجدۃ: آیۃ ۳۳)

میں صرف ان کا ہوں اور کسی کا نہیں ہوں۔ وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وہ اللہ کی طرف بلاتا بھی ہے اور اللہ کی خوشیوں کے اعمال میں دن رات مشغول بھی رہتا ہے، اور ایمان بھی، اللہ کے ساتھ اس کا تعلق بھی اتنا پختہ ہے کہ وہ کہتا ہے سن لو! ہم صرف ان کے ہیں اور کسی کے نہیں ہیں ؎

نہیں ہوں کسی کا تو کیوں ہوں کسی کا
انہی کا انہی کا ہوا جا رہا ہوں

قربان جائیے میرے دوستو اللہ کی رحمت پر۔

دیکھئے! اللہ تعالیٰ نے حکیم الامتؒ سے ایسا عظیم الشان کام لیا ہے کہ طریقِ وصول الی اللہ کو بالکل صاف کر کے بیان فرمادیا کہ ولی کیسے بنے گا آدمی؟ فرمایا اس کا مختصر نسخہ ہے کہ ایمان تو ہے دل میں، اللہ تعالیٰ نے ایمان عطا فرمادیا، اس پر شکر گزاری فرض ہے،

اب آگے ولی اللہ بننے کا ایک ہی کام باقی رہ گیا کہ گناہوں کو چھوڑ دو تو ولی بن جاؤ گے۔ جس کو جس جس گناہ کی عادت ہو، نظر خراب کرنے کی عادت ہے تو اس سے بھی توبہ کریں، زبان خراب کرنے کی عادت ہے اس سے بھی توبہ کریں، ظلم کی عادت ہے اس سے بھی توبہ کریں، عشقِ حرام میں مبتلا ہیں اس سے بھی توبہ کریں، بے پردگی کی عادت پڑی ہوئی ہے اس سے بھی توبہ کریں، اور اگر غلط دوستی ہے تو اس سے بھی توبہ کریں، جس گناہ کی بھی عادت ہے، اس کو چھوڑ دینا ضروری ہے کیونکہ گناہوں میں ملوث ہو کر تو اللہ سے دوستی نہیں ہوسکتی، بات سمجھ میں آئی میرے دوستو!

یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ انہوں نے تقویٰ کو یعنی گناہوں کو، ان کی ناپسندیدہ چیزوں کو چھوڑنا ہم پر فرض کر دیا، اور ساتھ ہی ساتھ یہ فرما کر آسان بھی فرما دیا کہ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ پر عمل کر لو تو یہ نسخہ آسان بھی ہو جائے گا۔ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ یعنی جو میرے سچے بندے ہیں، بالکل ہی فرمانبردار اور دیوانے ہیں میرے، ان کے راستے پر رہو، صادقین کے راستے پر رہو، اکابرِ دین کے راستے پر رہو۔ بعض لوگ اکابرِ دین کے تعلق اور ان کی اتباع سے فرار اختیار کرنا چاہتے ہیں، میرے دوستو! خدا کی قسم! وہ ہلاکت کا راستہ ہے، ضلالت کا راستہ ہے، گمراہی کا راستہ ہے، ایسا نہیں ہونا چاہئے، یوں تو اپنا ہی نصیب خراب کرنا ہے۔ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے تو صاف فرما دیا ہے کہ سچوں کے ساتھ رہ پڑو! صادقین کا راستہ اختیار کرو، اللہ تعالیٰ نے صادقین کے ساتھ رہنے کا اور ان کے راستے کی اتباع کا حکم فرمایا ہے، یہ بھی فرض ہے، اس سے الگ ہونا کسی طرح صحیح نہیں ہے اور اس میں بالکل گمراہی ہے۔ نیز فرمایا کہ:

﴿وَ اتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ﴾

(سورۃ لقمٰن: آیۃ ۱۵)

جو ہمہ وقت اور ہر حال میں ہمارے ہیں، مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ کا ترجمہ جو ہمہ وقت اور ہر ہر حال میں ہمارے ہیں، جو تمام مراحل میں ہمارے ہیں، تم ان کی اتباع کرو۔ معلوم ہوا مؤمنین کو دین پر قائم رہنے کے لئے اکابرِ دین کی اتباع ضروری ہے۔

حاصلِ تصوف

یعنی تعلق مع اللہ کا، اللہ تعالیٰ کو پا جانے کا آسان راستہ

بہر حال! حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو کام ہم پر لازم ہیں، جو فرائض و واجبات ہیں ان پر عمل کرو اگرچہ دل نہ چاہے، اگرچہ سستی محسوس ہو، اگرچہ کمزوری محسوس ہو، پھر بھی وہ کام کرلو، اور وہ بھی زیادہ کام نہیں ہیں میرے دوستو! پانچوں وقت کی نمازوں کا التزام رکھنا، رمضان المبارک کے روزے رکھنا، پردہ شرعی کرنا، بندوں کی حق تلفی سے بچنا، گناہوں سے بچنا، اور حلال کھانا:

((قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَکَلَ طَیِّبًا وَّعَمِلَ فِیْ سُنَّۃٍ وَّاَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَہٗ دَخَلَ الْجَنَّۃَ))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ؛ ص ۳۰)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جو شخص حلال کھاتا ہے اور طریقِ شریعت پر عمل کرتا ہے اور لوگ اس کے ظلم و شر سے محفوظ ہیں تو بیشک یہ جنت میں داخل ہوگا۔ ۱۔ جو حلال کھاتا ہے ۲۔ وَعَمِلَ فِیْ سُنَّۃٍ اور اللہ تعالیٰ نے جو دین عطا فرمایا ہے، دین کی تعبیر سنت سے بھی کرتے ہیں، دین و شریعت نے جو کچھ اس پر لازم کیا ہے، اس کے مطابق وہ عمل کرتا ہے، ۳۔ وَاَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَہٗ، اور لوگ اس کے ظلم و ستم سے بالکل مامون ہیں، دَخَلَ الْجَنَّۃَ تو داخلۂ جنت اس کے لئے یقینی ہے، دَخَلَ الْجَنَّۃَ کا ترجمہ سن لیا، جنت یقینی ہے، بالکل محقق ہے، بالکل مؤکد ہے، بالکل پختہ ہے، بلا شک و شبہ ہے۔ کتنا آسان ہے میرے دوستو!

تو فرمایا حکیم الامت نور اللہ مرقدہ نے کہ وہ ذرا سی بات جو حاصل ہے تصوف کا یہ ہے کہ جس طاعت میں سستی محسوس ہو، سستی کا مقابلہ کر کے اس طاعت کو کرے، اور جس گناہ کا دل میں تقاضا ہو، تقاضے کا مقابلہ کر کے اس گناہ سے بچے، جس کو یہ بات حاصل ہوگئی، اس کو کچھ بھی پھر ضرورت نہیں، کیونکہ یہی بات تعلق مع اللہ پیدا کرنے والی ہے، یہی بات اس کی محافظ ہے، اور یہی اس کو آگے بڑھانے والی ہے۔

بے ضرورت گفتگو اور زیادہ میل جول نہایت مضر ہے

اس راستے میں کچھ مجاہدات ہیں۔ پہلے زمانے میں مشائخ اپنے مریدوں کو چار مجاہدے تعلیم فرماتے تھے: قلتِ کلام، قلتِ طعام، قلتِ منام اور قلتِ اختلاط مع الانام لیکن ہمارے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس زمانے میں صرف دو مجاہدے ضروری ہیں: ایک یہ کہ زیادہ اختلاط سے بچو، لوگوں سے زیادہ ملنا جلنا نہ رکھو، ایسا ملنا جلنا جس سے گناہوں میں ملوث ہونے کا اندیشہ ہو، احتمال ہو۔ تو ایسے اختلاط مع الخلق سے بچو، اور دوسرے یہ کہ قلت الکلام یعنی کم بولنا، زیادہ بولنے کی عادت مت بناؤ، بات تو کرو لیکن ہر وقت بات کرنے کی عادت نہیں بنانا چاہئے کہ بک بک کئے جا رہے ہیں، کہیں زبان پھسل جائے، گناہ ہو جائے اور جہنم میں گر جائے آدمی، اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

باقی دو مجاہدات کے متعلق حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس زمانے میں کم کھانا اور کم سونا یہ دو مجاہدہ نہیں ہیں، خوب چھ چھ گھنٹے سونا چاہئے، اور کسی کے ذمہ دماغی کام ہو تو اس کو آٹھ گھنٹے سونا چاہئے، اور فرمایا کہ خوب کھاؤ۔ اس نفس کو خوب کھلاؤ پلاؤ بھی مگر اس سے کام بھی خوب لو! کیا مطلب؟ یعنی اسے مجاہدات میں لگاؤ، راہِ تقویٰ کے کام میں لگاؤ۔ فرائض و واجبات ہی ادا کر کے بالکل فارغ مت پڑے رہو، ایسا بھی نہیں چاہئے، کچھ اللہ اللہ بھی کر لیا کریں، ذکر اللہ کا اہتمام ہمارے تمام بزرگوں کا شیوہ تھا۔ کچھ نوافل بھی پڑھنے کی فکر اور کوشش رہے۔ ہم اپنے بزرگوں کو دیکھتے تھے، کس طرح نوافل کا بھی کم و بیش مشغلہ رکھتے تھے۔

حکیم الامت تھانویؒ، حضرت حاجی صاحبؒ، حضرت گنگوہیؒ، حضرت نانوتویؒ، حضرت مدنیؒ، شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ، شاہ عبد الغنی پھولپوریؒ، ہمارے سب حضرات تہجد کے بڑے پابند تھے۔ میرے محسن میرے استادِ محترم حضرت مولانا صلاح الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ قرآنِ پاک کی تلاوت کے زبردست پابند تھے،، مناجاتِ مقبول پڑھنے کا بھی مستقل معمول تھا۔ آج ہم لوگوں سے تلاوت چھوٹ جاتی ہے یا

تلاوت کرتے ہی نہیں ہیں۔قرآنِ پاک کی تلاوت کی عادت ہمارے اندر پیدا ہو، اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمادے،قرآنِ پاک کا عشق اللہ تعالیٰ ہم سب کو عطا فرمادے، چاہے ایک دو صفحہ ہی پڑھ لیں،لیکن روزانہ پڑھنے کی عادت تو بنائیں تو بڑی برکتیں ہوں گی، بہت ہی زیادہ نور اور قربِ الٰہی عطا ہوگا۔

کچھ نوافل بھی پڑھنے کی محبت آمیز نصیحت

ہمارے بزرگانِ دین، اکابرِ دین حسبِ وسعت وحسبِ سہولت کچھ نوافل بھی پڑھتے تھے، اشراق وغیرہ پڑھتے تھے، حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((یَا ابْنَ اٰدَمَ اِرْکَعْ لِیْ اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ مِّنْ اَوَّلِ النَّهَارِ اَکْفِكَ اٰخِرَهٗ))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)، باب صلوٰۃ الضحیٰ، ص۱۱۶)

کہ اے آدم کے بیٹے! دن کے شروع میں چار رکعت پڑھ کر مجھے خوش کر دے، میں تیرے دن کے آخر تک کے سارے کام پورے کردوں گا، دن کے آخر تک تیری جتنی ضرورتیں ہیں ان کے لئے میں ہی کافی ہوجاؤں گا، سارا انتظام کردوں گا۔

کارسازِ ما بہ سازِ کارِ ما   فکرِ ما درکارِ ما آزارِ ما

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں خود ہی تیرا کام بنادوں گا،تُو مجھے چار رکعت پڑھ کر خوش تو کردے۔ یہاں ایک بات یہ بھی بتادوں کہ جو اولیائے اُمت ہوتے ہیں، عشاقِ حق ہوتے ہیں، ان کو نوافل کے ساتھ بھی ایک عشق ہو جاتا ہے، نوافل سے مستقل گریز کرنے سے ان کو مناسبت نہیں ہوتی۔ پس اہل اللہ اور اکابر واسلاف کے اتباع میں ہم پسماندوں کو بھی کچھ ذوق وشوقِ نوافل تو ہو۔

حدیثِ پاک میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جتنی امتیں گزری ہیں ان سب میں جتنے بھی اولیاء اللہ گزرے ہیں وہ سب ہی تہجد کے عادی تھے:

((عَلَیْکُمْ بِقِیَامِ اللَّیْلِ فَاِنَّهٗ دَاْبُ الصَّالِحِیْنَ قَبْلَکُمْ۔رواہ الترمذی))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)، باب التحریض علی قیام اللیل، ص ۱۰۹)

''تم تہجد کا اہتمام رکھنا کیونکہ گذشتہ امتوں میں جتنے اولیاء اللہ تھے، وہ تہجد کے پابند تھے، تہجد ضرور پڑھتے تھے۔''

اس اُمت میں بھی جو حضرات اولیاء اللہ تھے، سب تہجد پڑھنے والے تھے، صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین تمام اولیاءِ اُمت رحمۃ اللہ علیہم نے تہجد کا اہتمام کیا ہے۔

آسان تہجد اور آسان اوابین

میرے شیخ عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جب دیکھا کہ اگرچہ تہجد فرض و واجب نہیں ہے لیکن یہ غذائے اولیاء ہے، اولیاء اللہ کی غذائے خاص ہے، اس سے وہ فرار نہیں اختیار کر سکتے، پھر کیا کیا جائے، حضرت والا نے دیکھا کہ زمانہ بہت کمزوری کا ہے تو حضرت نے حدیثِ پاک اور فقہاء کرام کے فتوے کی روشنی میں یہ آسان طریقہ نکالا کہ بھئی ایسا کرو، نماز عشاء پڑھ کر سنت کے بعد وتر سے پہلے دو چار رکعات تہجد کی نیت سے پڑھ لو، اس میں تہجد کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔ اتنا تو ہم کریں میرے دوستو! وتر سے پہلے کیوں فرمایا؟ کیونکہ حدیثِ پاک میں آیا ہے کہ رات کے اعمال میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے آخری عمل وتر ہوتا تھا، اس لئے فرمایا کہ سنتِ عشاء کے بعد وتر سے پہلے دو چار رکعات تہجد کی نیت سے پڑھ لیا کرو۔

تو حدیثِ پاک میں نوافل کی اہمیت ضرور بالضرور ہے میرے دوستو! بات سمجھ میں آتی ہے! اب یہ عادت بنالینا کہ نوافل ہے ہی نہیں، یہ خدا کی قسم! غلط بات ہے، یہ بالکل اہل اللہ کا شیوہ اور طریقہ نہیں ہے۔ کیا ایک حدیثِ پاک میں یہ نہیں آیا ہے کہ صَلُّوْا بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ (مشکوۃ المصابیح: (قدیمی)، ص ۱۶۸) رات میں جب لوگ سو رہے ہوں اس وقت تم نماز پڑھا کرو۔

بہرحال! تہجد کی عادت بھی ڈالنی چاہئے، حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کی تاکید فرماتے تھے، فرماتے تھے دیکھو بھئی! تہجد پڑھنا تو آسان کام ہے، کوئی مشکل بھی نہیں ہے، کیونکہ تہجد کا افضل وقت اخیر شب ہے، سو تہجد کا پڑھنا شروع شب میں

بھی جائز ہے۔ کیونکہ آخر شب جب افضل ہے تو غیر افضل کیا ہے؟ معلوم ہوا کہ اول شب میں پڑھنا بھی صحیح ہے، اگرچہ زیادہ فضیلت آخر شب میں ہے، اسی سے ثابت ہوجاتا ہے، حضرت حکیم الامتؒ نے اس بات کو لکھا ہے لہٰذا ہم سب تہجد پڑھنے کی کوشش کریں گے ان شاءاللہ تعالیٰ گو اس سہل طریقہ سے ہو۔

اوابین کا ثواب

اور علمائے دین، اولیاء اللہ کی عادت اوابین پڑھنا بھی رہی ہے، میرے شیخ عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جب جوانی تھی تو حضرت والا اشراق بھی پڑھتے تھے، اوابین بھی اہتمام سے پڑھتے تھے۔ مسجدِ اشرف، گلشن اقبال کی مسجد میں مغرب کی نماز پڑھ کر حضرت والا تیزی سے اپنے کمرے میں چلے جاتے تھے اور وہاں اوابین پڑھتے تھے۔ ایک دن ایسا ہوا، اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمادے، کہ مجھے بھی جوش آگیا کہ میں حضرت والا کے ساتھ اوابین پڑھوں، تو میں بھی فرائضِ مغرب کے بعد حضرت والا کے پیچھے پیچھے تیزی سے گیا اور کمرے کے دروازے پر پہنچ کر عرض کیا کہ اجازت ہو تو آج میں بھی اندر آکے آپ کے ساتھ نماز پڑھوں گا۔ حضرت والا نے فرمایا کہ اچھا! کمرے میں جب داخل ہوئے تو حضرت والا نے اپنا خاص مصلیٰ طلب فرمایا، وہ جائے نماز ہرات کی تھی، حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے شہر ہرات والی جائے نماز منگوائی، کافی طویل جائے نماز تھی، اس کو بچھادیا، اس پر حضرت والا نے صلوٰۃ اوابین چھ رکعات ادا کیں۔ اوابین کا ثواب بھی سن لیجئے، حدیثِ پاک میں آیا ہے کہ جو مغرب کے بعد چھ رکعات پڑھے گا:

((مَنْ صَلّٰی بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ لَّمْ يَتَكَلَّمْ فِيْمَا بَيْنَهُنَّ بِسُوْءٍ عُدِلْنَ لَهٗ بِعِبَادَةِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً۔ رواه الترمذی))

(مشکٰوۃ المصابیح: (قدیمی)؛ باب السنن وفضائلھا؛ ص ۱۰۴)

''جو شخص بعد مغرب چھ رکعات ادا کرے کہ اس دوران میں کوئی بُری بات زبان سے نہ

نکالے تو بارہ سال عباداتِ نافلہ میں مشغول رہنے کی فضیلت، بارہ سال نفلی عبادت ادا کرنے کا رتبہ اس کو حاصل ہوگا۔‘‘

کتنی بڑی بات ہے۔ ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت کر کے اس کو آسان فرمادیا کہ حدیثِ پاک سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ فرض کے بعد دو رکعت سنت اور اس کے بعد چار رکعات ملا کے کل چھ رکعات مراد ہے کیونکہ اس حدیثِ پاک میں جو لفظ ہے کہ مَنْ صَلّٰی بَعْدَ الْمَغْرِبِ جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعات پڑھے، تو کیا مغرب کے اس لفظ میں دو رکعت سنت بھی شامل ہے؟ یا صرف فرض ہی مراد ہے؟ زیادہ تر علماء فرماتے ہیں کہ فرض ہی شامل ہے، اس میں دو رکعت سنت کی شامل نہیں ہے، لہٰذا سنتوں سمیت کُل چھ رکعات پڑھیں تو اس پر بھی یہ فضیلت حاصل ہو جائے گی، میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے میں نے بارہا سنا کہ دو رکعت سنت مؤکدہ اور دو رکعت نفل تو سب پڑھتے ہی ہیں، صرف دو رکعت اور پڑھ لیں تو اوابین کی فضیلت اس کو حاصل ہو جائے گی۔ آسان ہے کہ نہیں!

نفلی عبادات سے عظیم الشان قرب نصیب ہوتا ہے

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ اوابین کے بھی عادی تھے، تہجد کے بھی پابند تھے، اخیر زندگی میں اولیاء اللہ کمزور ہو جاتے ہیں تو شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی شروع زندگی کے مجاہدات کو دیکھو، اخیر زندگی میں جبکہ وہ کمزور ہو جاتے ہیں تو وہ رخصت پر عمل کرتے ہیں۔ اب اسی رخصت کی لوگ اقتداء کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ بھئی اس میں بڑی آسانی ہے، ہمیں نوافل سے پوری چھٹی مل گئی ہے، کچھ بھی نوافل نہیں پڑھتے۔ تو فرائض و واجبات کو تو سب ادا کریں گے ہی اور گناہوں کو بھی ضرور چھوڑیں گے، ساتھ ہی کچھ نوافل بھی پڑھنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس انداز سے حدیثِ قدسی میں فرمایا:

((لَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ))

(صحیح البخاری: (قدیمی)، باب التواضع، ج ۲ ص ۹۶۳)

کہ بندہ نوافل کے ذریعہ سے میرا مقرب ہونا چاہتا ہے، میرا قرب ڈھونڈتا رہتا ہے، نوافل کے ذریعہ سے میرے قریب آنے کی کوشش کرتا رہتا ہے، یہ میں دیکھتا رہتا ہوں حَتّٰی اُحِبَّہٗ، یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں، معلوم ہوا کہ فرائض وواجبات کے ذریعہ سے جومحبوبیت عطا ہوتی ہے، خدا کی قسم! نوافل کی وجہ سے محبوبیتِ مستزادہ، محبوبیتِ ممتازہ اور محبوبیتِ متصاعدہ اس کو عطا ہوتی ہے، بات سمجھ میں آتی ہے میرے دوستو! اس لئے نوافل کو بالکل چھوڑنا نہیں چاہئے۔ جب موقع ہو دو رکعت پڑھ لے، اور دو رکعت پڑھ کر دیکھے کہ قلب میں کتنا نور آ گیا، دل میں خوشی کی لہریں محسوس ہوں گی ان شاء اللہ! مثلاً کاروبار پہ جانا ہے، یا اور کسی کام کیلئے نکلنا ہے تو جس کو موقع ہو دو رکعت پڑھ کر جائے، جس کو پڑھنے کا موقع نہ ہو، نہ پڑھے۔ نماز زبردست نعمت ہے میرے دوستو! خدا کی قسم! اسلام میں ایمان کے بعد سب سے پیاری، سب سے محبوب، سب سے مزیدار، سب سے لذیذ، سب سے شیریں عبادت نماز ہے۔ پڑھ کر تو دیکھیں ان شاء اللہ اس میں کیا مزہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو فرمایا:

((جُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ۔ رواہ احمد والنسائی))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)، باب فضل الفقراء وما کان من عیش النبی ﷺ، ص ۴۴۹)

اللہ تعالیٰ نے نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک کا انتظام فرما دیا ہے، سبحان اللہ وبحمدہ! آنکھیں ٹھنڈی ہوجاتی ہیں اور دل میں زبردست سکون اور سرور آجاتا ہے، خوشیاں آجاتی ہیں، نور ہی نور آجاتا ہے نماز کے ذریعہ سے۔ تو نوافل کے ذریعہ سے بھی اللہ کو خوش کرنے کی توفیق ہونی چاہئے، ارے بھئی! زندگی چند دن کی ہے، کیا بھروسہ ہے کس وقت اللہ تعالیٰ بلا لے ؎

نہ جانے بلالے پیا کس گھڑی　　تُو رہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

وقت زیادہ نہیں ہے ؎

جو بشر آتا ہے دنیا میں یہ کہتی ہے قضا
میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں ذرا دھیان رہے

رہ کے دنیا میں بشر کو نہیں زیبا غفلت
موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے

کس وقت بندہ دنیا سے چلا جائے، کس وقت یہ سانس نکل جائے کچھ پتا نہیں ہے دوستو!

سانس ہے اِک رہروِ ملکِ عدم   دفعتاً اِک روز یہ جائے گا تھم
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے   ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

یہ زندگی اللہ تعالیٰ کی بندگی کے لئے ہے، اللہ تعالیٰ کے خوش کرنے والے اعمال کے لئے ہے۔ لہٰذا عبادت کا مشغلہ بنانا چاہیے، یہ اصل ہے، باقی چیزیں سب بعد میں ہیں، وہ سائڈ پروگرامات ہیں، اصل پروگرام عشقِ الٰہی ہے، اصل پروگرام اللہ تعالیٰ کی عبادات، اذکار اور محبت کا مشغلہ ہے میرے دوستو! مشغلۂ عشقِ الٰہی، مشغلۂ محبتِ الٰہیہ، مشغلۂ کارِ محبوبِ پاک۔ محبوبِ پاک کا کیا کیا پسندیدہ کام ہے وہ دیکھنا اور اس کو کرنا۔ فرائض وواجبات تو کرنے ہیں ہی، وہ تو بھئی پابندیاں ہیں، اس کے بغیر چھوٹ نہیں سکتے، نوافل کا اگرچہ قرآن وسنت کی روشنی میں بروزِ قیامت سوال تو نہیں ہوگا لیکن بالفرض اگر میدانِ قیامت میں اللہ تعالیٰ اپنے عشاق کی طرف سائلانہ انداز سے ایک نظر دیکھ بھی لیں کہ کیا کیا کام آپ نے ہمارے لئے کیا ہے؟ بندے نے کہا کہ میں نے فرائض کا اہتمام رکھا، واجبات کا اہتمام رکھا، گناہوں کو چھوڑا، کبھی گناہ نہیں کیا، غلطی ہو جاتی تھی التزام سے توبہ کرتا تھا، یہ سب بتایا لیکن ذرا سائلانہ انداز سے اگر اللہ تعالیٰ ایک ہی نظر صرف دیکھ بھی لیں تو کیا حال ہوگا کیونکہ ؎

مقرباں را بیش باشد حیرانی

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ تنبیہ المغترین، احیاء علوم الدین اور کئی دیگر کتابوں میں لکھا ہے:

((قَالَ الْکَتَّانِیُّ رَاَیْتُ الْجُنَیْدَ فِی الْمَنَامِ فَقُلْتُ لَہٗ مَا فَعَلَ اللہُ بِكَ قَالَ طَاحَتْ تِلْكَ الْاِشَارَاتُ وَذَهَبَتْ تِلْكَ الْعِبَارَاتُ وَمَا حَصَلْنَا اِلَّا عَلٰی رَكْعَتَيْنِ كُنَّا نُصَلِّیْهِمَا فِی اللَّیْلِ))

(احیاء علوم الدین: (دار المعرفة، بیروت)؛ جزء ۴ ص ۵۰۸)

ترجمہ: کتّانی نام کے ایک بزرگ کہتے ہیں، میں نے جنیدؒ کو خواب میں دیکھا۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا برتاؤ کیا؟ تو فرمایا: سارے اَسرار و اشارات بیکار گئے، اور ساری تقریرات و بیانات بے ثمر نکلے۔ صرف اُنہی دو رکعتوں کے ہم حقدار ٹھہرے جن کو شب میں پڑھتے تھے۔

ہمارے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مجموعۂ ملفوظات میں بھی ہے کہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو وفات کے بعد کسی بزرگ نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ حضرت! وہ تصوف کے نکات جو زندگی میں بیان ہوتے تھے یہاں بھی کچھ کام آئے؟ فرمایا کہ سب فنا ہو گئے: مَا نَفَعَنَا اِلَّا رُكَيْعَاتٌ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ ہاں کچھ نماز اخیر شب میں پڑھ لیتا تھا وہ البتہ کام آئی۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ ج ۲۷ ص ۱۱۱)

تو دوستو! محبت کا تقاضا یہ ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرمار ہے ہیں کہ حَتّٰی اُحِبَّهٗ نوافل کے ذریعہ قرب ڈھونڈنے والے سے میں خصوصی محبت کرتا ہوں، اس کو محبوبِ خاص بنالیتا ہوں، اس کا مقتضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبوبیت میں ہماری اور زیادہ ترقی ہو، اور منازلِ محبت مزید طے ہوں، کیا ہم یہ نہیں چاہتے؟

لہٰذا کم و بیش نوافل بھی کچھ پڑھنا چاہیے، کیونکہ ہمارے اکابر اور اولیائے اُمت کا شیوہ تھا کہ نوافل کو وہ بالکل نہیں چھوڑتے تھے۔ دیکھئے! ایک صحابی تھے، ان کو تہجد کی عادت تھی، بعد میں انہوں نے تہجد پڑھنا چھوڑ دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دوسرے صحابی کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ دیکھو!

((لَا تَكُنْ مِّثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ))

(صحيح البخاري: (قديمی)؛ باب ما يكره من ترك قيام الليل؛ ج ۱ ص ۱۵۴)

فلاں کی طرح نہ بننا، وہ تہجد پڑھتے تھے، بعد میں انہوں نے چھوڑ دیا۔ ہمارے فقہاءِ اُمت نے اس حدیثِ پاک سے یہ استنباط کیا کہ نوافل کی عادت بنالینے کے بعد چھوڑ دینا یہ مکروہ ہے۔ مکروہ کا کیا مطلب ہے؟ یہ اللہ کے یہاں پسندیدہ نہیں ہے، یعنی گویا کہ یوں فرماتے ہیں تُو تو فلاں وقت پہ آتا تھا ہمارے دربار میں پھر آنا چھوڑ دیا، جو آنے جانے کا

سلسلہ رکھتا تھا اب کیا ہو گیا کہ نہیں آتا ہے؟ اس لئے اگر مستقل نوافل کی عادت نہ بنائے تو گاہ بگاہ ہی پڑھتا رہے، لیکن تہجد کا مشغلہ تو رکھنا چاہئے، اگر کبھی چھوٹ جائے تو استغفار کر لیں کہ اے اللہ! معاف فرما دیجئے، غلطی ہو گئی، نالائقی ہو گئی، نادانی ہو گئی۔

جس آیت سے آغاز کیا تھا اسی پر بات دوبارہ پہنچ گئی کہ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ صادقین کے راستے پر رہنا چاہئے، صادقین تو بھئی فرائض وواجبات کا اہتمام کرنے کے ساتھ نوافل کا بھی مشغلہ رکھتے تھے بلکہ نوافل خوب پڑھتے تھے۔ حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ بھی اشراق واوابین وغیرہ کے خوب پکے عامل اور عادی تھے، لیکن دونوں حضرات میں یہ فرق تھا کہ اگر لوگ بیٹھے ہوتے تھے مثلاً فجر کی نماز کے بعد ارد گرد لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، تو جیسے ہی اشراق کا وقت ہوتا تو حضرت مولانا گنگوہیؒ ایک دَم سے کچھ کہے بغیر اُٹھ کھڑے ہوتے اور اشراق میں مشغول ہو جاتے تھے، جبکہ دوسری طرف حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حال تھا کہ جب لوگ گھیرے ہوئے ہوتے تھے، مجلس میں بیٹھے ہوئے ہوتے تھے تو حضرت مولانا نانوتویؒ باتیں کرتے تھے اور ان کی باتیں سنتے تھے، اب وہ لوگ جا نہیں رہے ہیں تو اسی میں مشغول رہتے تھے، بعد میں دیر سے پڑھتے ہوں گے۔ مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا مزاجِ مبارک یہ تھا کہ فرماتے تھے اللہ کے بندوں کو خوش کرنا، ان کے ساتھ بیٹھنا کیا یہ عبادت نہیں ہے؟ اللہ کو خوش کرنے کے لئے بیٹھنا یہ مجالست بھی تو عبادت ہے۔ اولیاء کرام کا ذوق الگ الگ ہوتا ہے، ہر پھول کا رنگ الگ ہوتا ہے ؎

ہر گُلے را رنگ و بوئے دیگر ست

ایک ایک پھول کا رنگ الگ ہے، خوشبو الگ ہے۔

کل صبح سویرے میرا ڈھاکہ واپسی کا سفر بھی ہے، اس لئے کافی مشغولیت تھی لیکن مجھے یہاں شاہ صوفی فیروز میمن صاحب یہ کہہ کر لے آئے کہ آیئے! آج آخری دن ہے، وقت زیادہ ہو چکا پھر بھی مجمع منتظر ہے لہٰذا مختصر ہی کچھ سنا دیجئے۔ مجھے بٹھا کر خود شاید

دعاؤں میں مشغول ہو گئے کہ یا اللہ! خوب طویل بیان ہو جائے، مختصر کرنے نہ پائے، زبان سے مختصر وعظ سنانے کا کہہ کر لائے اور دل ہی دل میں شاید مشغول بدعا تھے کہ اے اللہ! خوب طویل بیان ہو جائے۔ دیکھو! اعتراف بھی کر رہے ہیں۔ ہمارے مفتی عبدالمنان صاحب دارالعلوم کراچی سے تشریف لائے ہوئے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ یہ آج کا بیان مختصر المعانی ہے، جزاکم اللہ اکرمکم اللہ بارک اللہ فیکم، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

آخر میں وہ ملفوظ بھی مکرر سنا دیتا ہوں کہ حضرت حکیم الامت نوراللہ مرقدہ نے فرمایا، پورا ملفوظ سنیں اور اس پر اللہ تعالیٰ ہمیں عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ تک پہنچنے کا یہی راستہ ہے کہ اخلاقِ رذیلہ جاتے رہیں، اخلاقِ حمیدہ پیدا ہو جائیں، معاصی چھوٹ جائیں اور طاعت کی توفیق ہو جاوے یعنی اطاعتِ الٰہیہ کی توفیق ہو جاوے، اور غفلت من اللہ جاتی رہے اور توجہ الی اللہ پیدا ہو جاوے، ''وٗ'' کے ساتھ فرمایا، کمالاتِ اشرفیہ میں بھی اسی طرح لکھا ہے۔ جیسا یہ حضرات فرماتے تھے انہی الفاظ میں بہت لطف ہے میرے دوستو! اس میں زبردست لذت ہے، شیرینی ہے، نور ہی نور ہے۔ تو اس ملفوظ پر عمل کرنے کی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمادے اور کثرتِ ذکراللہ کی اور اتباعِ سنت کی بھی توفیق عطا فرمادے، سنتوں کا اہتمام چاہئے۔

دل، جسم، لباس اور گھر کی نظافت کا اہتمام بھی رکھیں

اس کے علاوہ نظافت کا خوب خیال رکھیں کہ اپنا در و دیوار، گھر، صحن، گھر کے آس پاس یہ صاف ستھرے رہیں، کپڑے صاف ستھرے رہیں، بدن صاف ستھرا رہے۔ حضرت شاہ ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جبکہ یہ تعلیم ہے نَظِّفُوْا اَفْنِیَتَکُمْ اَیْ اَفْنِیَۃَ بُیُوْتِکُمْ (قَالَ الْقَارِیْ سَاحَۃُ الْبَیْتِ وَقُبَالَتُہٗ: مرقاۃ: ج ۸ ص ۳۲۱، رقم ۴۴۸۷) تمہارے گھروں کے آس پاس کو بھی صاف ستھرا رکھو۔ فرمایا کہ گھروں کے آس پاس کو صاف ستھرا رکھنے کی جب تعلیم ہے تاکید ہے تو کیا گھر کے اندر صاف رکھنے کی تعلیم نہ ہوگی؟ معلوم ہوا کہ دلالۃ النص سے اسی حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ گھر کے اندر کا

حصہ بھی صاف رکھنا چاہئے۔ پھر فرمایا کہ جب گھر کو صاف رکھنا چاہئے تو جو لباس ہے وہ؟ پھر تو معلوم ہوا کہ لباس کو اور زیادہ صاف ستھرا رکھنا چاہئے تو کیا پھر جسم کو صاف ستھرا نہیں رکھنا چاہئے؟ اسی حدیثِ پاک سے ثابت ہوا کہ جسم کو بھی صاف ستھرا رکھنا چاہئے یعنی بطریق دلالۃ النص یہ سارے امور ثابت ہو گئے، سارے مسنون اعمال ثابت ہو گئے، اور فرمایا کہ جب جسم کو بھی صاف ستھرا رکھنا چاہئے تو اس حدیث اور تعلیمِ نبوت کا مقتضا ہے کہ قلب کو بھی صاف ستھرا رکھنا چاہئے۔ دلالۃ النص کا لفظ ہم نے حضرت والا کی برکت سے اضافہ کردیا ہے، باقی پورا مضمون حضرت شاہ مولانا ابرارالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ نظافت کا بھی اہتمام کرنے کی اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَ ارْحَمْنَا، اَللّٰهُمَّ عَافِنَا وَ اعْفُ عَنَّا، اَللّٰهُمَّ كُنْ لَّنَا وَ اجْعَلْنَا لَكَ، اَللّٰهُمَّ كُلَّ خَيْرٍ لِّكُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ، اَللّٰهُمَّ اَعِزَّنَا وَلَا تُذِلَّنَا، اَللّٰهُمَّ اَكْرِمْنَا وَلَا تُهِنَّا، اَللّٰهُمَّ انْصُرْنَا وَلَا تَنْصُرْ عَلَيْنَا، اَللّٰهُمَّ انْصُرْنَا عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيْنَا، اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قُلُوْبَنَا عَنْ غَيْرِكَ وَنَوِّرْ قُلُوْبَنَا بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ اَبَدًا،

یااللہ! یااللہ! یااللہ!

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا لَكَ ذَكَّارِيْنَ لَكَ شَكَّارِيْنَ لَكَ رَهَّابِيْنَ لَكَ مِطْوَاعِيْنَ لَكَ مُطِيْعِيْنَ اِلَيْكَ مُخْبِتِيْنَ اِلَيْكَ اَوَّاهِيْنَ مُنِيْبِيْنَ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ وَزَيِّنْهُ فِيْ قُلُوْبِنَا وَ كَرِّهْ اِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ فِيْ عَيْنِيْ صَغِيْرًا وَّ فِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ كَبِيْرًا، اَللّٰهُمَّ عَظِّمْنِيْ فِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ وَحَقِّرْنِيْ فِيْ عَيْنِيْ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا هُدَاةً مُّهْتَدِيْنَ غَيْرَ ضَآلِّيْنَ وَلَا مُضِلِّيْنَ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اَغْنِنَا بِالْعِلْمِ وَ زَيِّنَّا بِالْحِلْمِ وَاَكْرِمْنَا بِالتَّقْوٰى وَجَمِّلْنَا بِالْعَافِيَةِ، رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ، اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ دِيْنِنَا وَدُنْيَانَا وَفِيْ اَهْلِنَا وَمَالِنَا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَا تَدَعْ لَنَا ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ، وَلَا هَمًّا اِلَّا

فَرَّجْتَهٗ وَلَا دَيْنًا اِلَّاقَضَيْتَهٗ وَلَا مَرِيْضًا اِلَّاشَفَيْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَاأَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ۔

اے اللہ! ہم سب کو معاف فرما دیجئے، اے اللہ! ہمیں اپنا بنا لیجئے، اولیائے صدیقین میں اپنے کرم سے شامل فرما لیجئے، اپنا دیوانہ بنا دیجئے، دیوانوں کی زندگی ہمیں عطا فرما دیجئے، دردِ محبت عطا فرما دیجئے، دردِ نسبت، دردِ دل عطا فرما دیجئے، دردِ مستقل عنایت فرما دیجئے، التزامِ تقویٰ عنایت فرما دیجئے، اتباعِ شریعت اتباعِ سنت کا نشہ عطا فرما دیجئے۔ اے اللہ! اے مہربان مالک! کثرتِ ذکر اللہ کی توفیق عطا فرما دیجئے، قلب کو آپ کی یادِ دائم عطا فرما دیجئے، آپ کی خشیت و محبت عطا فرما دیجئے، دیوانوں کو آپ اپنی دیوانگی عطا فرماتے ہیں، وہ نعمت ہمیں عطا فرما دیجئے ؎

نعرۂ مستانہ خوش می آیدم — تا ابد جاناں چنیں می بایدم
از کرم از عشق معزولم مکن — جز بہ ذکر خویش مشغولم مکن
مفلسانیم آمدہ در کوئے تو — شیأ للہ از جمال روئے تو
دست بکشا جانبِ زنبیلِ ما — آفریں بر دست و بر بازوئے تو

عافیت کی زندگی ہم سب کو عطا فرمایئے، ہمارے گھر والوں کو عطا فرمایئے، ہمارے بچوں کو، خاندان والوں کو، تمام رشتہ داروں کو عطا فرمایئے۔ اے اللہ! ہمارے رزق میں برکت عطا فرمایئے اور ہمارے اور تمام دوستوں اور مسلمانوں کی تجارت میں اے اللہ! غیر معمولی برکت عطا فرما دیجئے، تصور سے زیادہ برکت عطا فرما دیجئے۔ اے اللہ! دین بھی ہمیں خوب عطا فرمایئے، دنیا بھی ہمیں خوب عطا فرما دیجئے، برکتوں والی زندگی عطا فرما دیجئے، دشمنوں سے حاسدین سے ہماری حفاظت فرمایئے۔ اے اللہ! اے مہربان مالک! ہماری کمزوری اور مجبوریوں پر رحم فرما دیجئے، نفس و شیطان پر ہم لوگوں کو غالب فرما دیجئے ؎

غالبی بر جاذباں اے مُشتری — شاید ار درماندگاں را واخری

اے اللہ! معاف فرما دیجئے، اپنا بنا لیجئے، اپنا دیوانہ بنا دیجئے، اپنے محبوبین میں اپنے کرم سے

شامل فرمالیجئے۔اے اللہ! ہماری شقاوت کو سعادت سے تبدیل فرمادیجئے، اولیاء اللہ کی قدردانی کی توفیق عطا فرمایئے۔اے اللہ! اکابرِ دین کی عظمت ومحبت، ادب واتباع ہم سب کواور پوری اُمتِ مسلمہ کوعنایت فرمادیجئے، اکابر دین کی خلاف ورزی اوراکابرِ دین کے ساتھ گستاخی و بے ادبی سے ہم سب کی حفاظت فرمایئے، پوری اُمتِ مسلمہ کی حفاظت فرمایئے۔اے اللہ! ہماری تمام جائز اورنیک حاجتیں پوری فرمادیجئے، اے اللہ! ہمارے اور تمام ہمارے دوستوں کے اور دوستوں کے دوستوں کے مقاصدِ حسنہ پورے فرمادیجئے۔

ہمارے شاہ صوفی فیروز میمن صاحب نے یہ کہا کہ پوری دنیا کے مختلف ممالک سے اور پورے ملک کے مختلف شہروں اور علاقوں سے بہت سے اللہ کے بندوں نے دعاؤں کے لئے کہا ہے، اے اللہ! آپ جانتے ہیں کس نے کیا کہا ہے، کس کو کیا چاہئے، اے اللہ! سب کی حاجتیں پوری فرمادیجئے، سب کی مرادیں پوری فرمادیجئے، سب مشکلات حل فرمادیجئے اور دشمنوں سے حفاظت فرمایئے۔اے اللہ! مخلوق کے شر سے حفاظت فرمایئے، جس کو جو غم ہے وہ غم اور پریشانی دور فرمادیجئے، جس کو جو تکلیف ہو وہ تکلیف دور فرمادیجئے۔ اے اللہ! جو مظلوم ہے، مظلومیت سے نجات عطا فرمایئے۔اے اللہ! مظلومین کو مظلومیت سے نجات عطا فرمادیجئے۔اے اللہ! سارے عالم کے مسلمان جو مظلوم ہیں، مظلومین کو مظلومیت سے اے اللہ! نجات عطا فرمادیجئے۔اے مہربان مالک! مہربانی فرمادیجئے، کرم فرمادیجئے، اے اللہ! ہمارے ساتھ کرم کا معاملہ فرمایئے۔اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا اے اللہ! ہمارے قلوب کو انوارِ قرب سے معمور فرمادیجئے، ولایتِ خاصّہ اور معیتِ خاصّہ ہمیں اپنے کرم سے عطا فرمادیجئے۔اے اللہ! سلاسلِ اربعہ کے اولیاء اللہ و بزرگانِ دین کی برکت سے قبول فرمایئے۔خاصتاً سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکت سے ہماری آہوں کو، منتوں کو، دعاؤں کو قبول فرمایئے۔ میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ اور اکابرِ ثلاثۂ ہند رحمۃ اللہ علیہم اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ، میاں جی نور محمد جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ، مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور سلاسلِ اربعہ کے تمام اولیاء و عارفین اور محدثین، مجتہدین، مفسرین، تابعین، تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم،

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم، ان کی برکت سے، خاصتاً سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ہماری دعاؤں کو ضرور قبول فرمایئے۔ ہمارے حق میں بھی قبول فرمایئے، ہمارے گھر والوں کے لئے بھی قبول فرمایئے اور ہمارے بچوں اور بچیوں کے حق میں بھی قبول فرمایئے۔ اے اللہ! ہم سب کو اپنا بنایئے، اپنا دیوانہ بنایئے، ہمارے گھر والوں کو، بچوں کو بھی اپنا دیوانہ بنا دیجئے۔

اے اللہ! حلال روزی حلال روزگار عطا فرما دیجئے، رزقِ حلال خوب عطا فرما دیجئے اور حلال پر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرما دیجئے، گناہوں سے حفاظت عطا فرمایئے۔ کبھی کوئی غلطی ہو جاوے تو علی الفور توفیقِ توبہ عنایت فرما دیجئے۔ اے اللہ! رضائے کامل عطا فرما دیجئے، قربِ کامل عطا فرما دیجئے، نورِ کامل عطا فرما دیجئے، عافیتِ دنیوی بھی عطا فرما دیجئے اور عافیتِ آخرت بھی ضرور بالضرور عطا فرما دیجئے۔ اے اللہ! ہم سب پر خوش ہو جایئے اور ہمیں خوش فرما دیجئے۔ اے اللہ! آپ کے دیوانوں کو پہچاننے کی توفیق بھی عطا فرما دیجئے، اولیاء اللہ میں جینا اور اولیاء اللہ میں مرنا ہمیں نصیب فرما دیجئے، اولیاء اللہ میں جینا اور اولیاء اللہ میں مرنا مقدر فرما دیجئے، عافیت عطا فرما دیجئے جسمانی بھی روحانی بھی، ظاہری بھی باطنی بھی۔ اے اللہ! آپ کی مرضیات پر چلنے کا نشہ ہمیں عطا فرما دیجئے۔ اے اللہ! قبول فرما لیجئے، ضرور بالضرور قبول فرما لیجئے۔

اس خانقاہ کو قیامت تک کے لئے قبول فرمایئے۔ مدرسہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو خوب قبول فرمایئے اور میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے جامعہ اشرف المدارس کو بھی خوب قبول فرمایئے۔ میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے دامت برکاتہم کو صحتِ کاملہ عافیتِ کاملہ عاجلہ دائمہ تامہ عطا فرمایئے، میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان پر رحم و کرم کی بارش فرما دیجئے، عافیت کی بارش فرما دیجئے، ان کے تمام مقاصدِ حسنہ ضرور بالضرور پورے فرما دیجئے۔ تمام دینی مراکز دینی مدارس کی ضرورتوں کو خزانۂ غیبیہ سے پورا فرما دیجئے۔ اس ادارے کے مہتمم و منتظمین اور مدرّسین اور اس میں جتنے معلّمین اور خدام ہیں، سب کی نیک حاجتیں پوری فرما دیجئے، سب کو عزت اور عافیت والی زندگی عطا فرما دیجئے، خوب

جمے رہنے کی توفیق عطا فرما دیجئے اور اس مدرسہ کی آپ خوب توسیع فرما دیجئے اور اس کے لئے وسیع ترین زمین بھی عطا فرما دیجئے، تعمیرات کا بھی انتظام فرما دیجئے۔ ہمارے جامعہ حکیم الامت کے لئے بھی اے اللہ! آپ عظیم الشان رحم و کرم کا معاملہ فرمائیے۔ جامعہ حکیم الامت کی تمام ضرورتوں کو پورا فرما دیجئے، عظیم الشان وسیع ترین زمین جیسا کہ ہمارا منصوبہ ہے، آپ عنایت فرما دیجئے اور جامعہ حکیم الامت کے تمام دینی منصوبات کو قبول فرمائیے اور تکمیل فرما دیجئے، تکمیل فرما دیجئے، تکمیل فرما دیجئے۔ اے اللہ! اپنے کرم سے ضرور بالضرور شرفِ قبول بخش دیجئے۔

اے اللہ! اس ملک پاکستان پر رحمتوں کی بارش فرما دیجئے، تمام پریشانیوں کو بالکل دور فرما دیجئے، عافیت ہی عافیت عنایت فرما دیجئے، رحمت ہی رحمت عنایت فرما دیجئے، اور ہمارے ملک بنگلہ دیش پر بھی اے اللہ! خوب خوب رحم فرما دیجئے، کرم فرما دیجئے، ہمارے ان دونوں ملکوں کی اور تمام ممالکِ اسلامیہ کی ضرورتوں کو خزانۂ غیبیہ سے پورا فرما دیجئے۔ ہمارے سب ممالکِ اسلامیہ کی تمام پریشانیوں کو عافیت سے اور راحت سے اور خوبیوں سے تکمیل فرما دیجئے۔ برکات سے بھر دیجئے، برکات ہی برکات کی بارشیں فرما دیجئے۔ ممالکِ اسلامیہ کو حشمت و جاہ بھی عطا فرما دیجئے، عزت و دبدبہ اور دولت و شوکت بھی عطا فرما دیجئے۔ اے اللہ! مسلمانوں کو ہر جگہ راحت سے رکھئے، عافیت سے رکھئے، مسلمانوں پر نگاہِ کرم فرما دیجئے اور معاف فرما دیجئے۔ اے اللہ! ہم سب کو قبول فرما لیجئے۔ ہمارے تمام ممالک میں اے اللہ! نور والے بندے زیادہ بنا دیجئے، آپ کے چاہنے والے زیادہ بنا دیجئے، عافیت کا ماحول زیادہ بنا دیجئے، اے اللہ! ضرور قبول فرمائیے، ضرور بالضرور قبول فرمائیے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَآ اِنَّكَ

اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ

وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی صاحب نور اللہ مرقدہ

حضرات چشتیہ کی خاص دولت: فنائیت

ارشاد فرمایا کہ عُشاق کے حالات پڑھ لیا کرے، ان کے پاس بیٹھ لیا کرے، اس سے ہی بہت کچھ (حاصل) ہو رہتا ہے، بالخصوص حضراتِ چشتیہ سے تعلق رکھنے سے ایک خاص دولت ملتی ہے یعنی فنا کیونکہ ان کے یہاں یہی خاص چیز ہے کہ اپنے کو مٹا دو، فنا کر دو۔ بعض حضرات کے یہاں بقا مقصود ہے فنا تابع اور حضراتِ چشتیہ کے ہاں فنا اصل ہے بقا تابع۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر فنا کی ایک خاص شان غالب تھی، چنانچہ حضرت سے کوئی عرض کرتا کہ حضرت کی وجہ سے یہ (فیض) ہوا وہ ہوا، فرماتے میاں! میں نے کچھ نہیں کیا، تمہارے اندر دولت تھی، میرے پاس آ کر تعلیم پر عمل کرنے سے اس کا ظہور ہو گیا۔ یہ شان فنا کی تھی۔ مولانا مظفر حسین صاحب کاندہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے تھے کہ حاجی صاحب بزرگانِ سلف میں سے ہیں، اِس وقت کے بزرگوں میں سے نہیں ہیں۔ واقعی حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہی شان تھی۔

(ملفوظات حکیم الامت ج ۳ ص ۲۰۱)

سلسلۂ چشتیہ کی شانِ مسکنت

ارشاد فرمایا کہ چشتیہ حضرات کے زیادہ بدنام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں دو شانیں زیادہ غالب ہیں: ایک شانِ مسکنت اور دوسری شانِ عشق۔ اور بعض خلافِ ظاہر باتوں کا عاشق سے غلبۂ حال میں سرزد ہو جانا بعید نہیں، اور ایسے حضرات پر طعن اور تشنیع کرنا جہل سے ناشی ہے۔ ان معترضوں نے عُشاق کو دیکھا ہی نہیں، کسی نے خوب کہا ہے ؎

تو ندیدی گہے سلیماں را چہ شناسی زبانِ مرغاں را

(تُو نے کبھی حضرت سلیمان علیہ السلام کو دیکھا نہیں تو تُو جانوروں کی زبان کو کیا سمجھ سکتا ہے۔)

جیسے خود کورے (عشق سے خالی) ہیں ایسا ہی دوسروں کو سمجھتے ہیں، اسی کو مولانا (رومیؒ) فرماتے ہیں ؎

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر گرچہ باشد در نوشتن شَیر و شِیر

(کاملین کے کاموں کو اپنے اوپر قیاس مت کرو، اگرچہ لکھنے میں شیر (جو جانور ہے) اور شیر (دودھ) مشابہ ہوتے ہیں۔) حج ہی کے ارکان کو دیکھ لیجئے کہ ان میں سب متانت اور مشیخت دھری رہ جاتی ہے۔

(ملفوظات حکیم الامت ج ۴ ص ۷۷)

یہ کتاب ادارہ ہذا سے بلامعاوضہ ھدیۃً تقسیم کی جاتی ہے
اس کی خرید و فروخت کی اجازت نہیں ہے